تنظیم اسلامی کا ترجمان

11

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

4 تا 10 رجب المرجب 1440ھ / 12 تا 18 مارچ 2019ء

ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں

پاکستان کی بقاء واستحکام کی صرف ایک صورت ہے کہ یہاں پر اسلامی انقلاب برپا ہو۔ یہ ملک اسی مقصد کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ بانی ومؤسس پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ اسلام کے اصولِ حریت واخوت و مساوات کا ایک عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ یہی بات مفکّر ومبشر ومصورِ پاکستان علامہ اقبال نے فرمائی تھی۔

تیسری طرف یہ دیکھئے کہ عالمی سطح پر اس وقت دنیا کی سب سے بڑی قوت امریکہ اور اس کے حواری اس بات پر تُل گئے ہیں کہ دنیا میں کہیں پر اسلامی نظام کا ظہور نہ ہو۔ یہ وہی بات ہے جو علامہ اقبال نے ابلیس کی زبان سے کہلوائی تھی۔

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبرؐ کہیں

آج امریکہ اور پوری مغربی دنیا پر بالفعل یہ خوف طاری ہے کہ کہیں دنیا کے کسی کونے میں شرعِ پیغمبرؐ کا عملی ظہور نہ ہو جائے۔ ظاہر بات ہے کہ ''جَاءَ الْحَقُّ'' کے بعد ''زَهَقَ الْبَاطِلُ'' اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور یہ خوف ان پر اس درجے مسلط ہے کہ ان کی پوری گلوبل پالیسی اسی پر مرکوز ہو گئی ہے۔ اس لیے کہ انہیں نظر آ رہا ہے کہ عالمِ اسلام کے اندر اسلامی نظام کو قائم کرنے کا جذبہ انگڑائیاں لے رہا ہے اور یہ جذبہ ان کے اعتبار سے بہت خوفناک جذبہ ہے۔ اس ضمن میں کمی صرف یہ ہے کہ ابھی اُس جذبے کو صحیح راہِ عمل نہیں مل رہی اور محض جذبہ اُس وقت تک ناکافی ہے جب تک اسے صحیح لائحہ عمل بھی نہ مل جائے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

.........ہم پر پاکستان کی محبت لازم ہے

ایمان حقیقی کے ثمرات

پاک بھارت جنگ کس کے مفاد میں؟

ذرا نم ہو تو یہ مٹی ......

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبۂ خلافت

کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا......

حضرت یونس اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت

الھدیٰ (844)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورَۃُ الْاَنْبِیَاءِ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات:88 تا 90

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ
لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ
زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

آیت ۸۸ ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ﴾ ’’تو ہم نے اُس کی دعا قبول فرمائی اور اُسے غم سے نجات دی۔‘‘

﴿وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۸﴾ ’’اور اسی طرح ہم نجات دیا کرتے ہیں اہل ایمان کو۔‘‘

یعنی یہ معاملہ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جو اہل ایمان بھی ہم کو اسی طرح پکاریں گے ہم ان کو مصائب سے نجات دیں گے۔

آیت ۸۹ ﴿وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ﴾ ’’اور زکریاؑ کو جب اُس نے پکارا اپنے رب کو‘‘

اس بارے میں تفصیل سورۂ مریم میں گزر چکی ہے۔

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۸۹﴾ ’’پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور یقیناً تو ہی بہترین وارث ہے۔‘‘

اے میرے پروردگار! مجھے کوئی ایسا وارث عطا فرما جو میرے اس مشن کو زندہ رکھ سکے۔

آیت ۹۰ ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ﴾ ’’تو ہم نے اُس کی دعا قبول فرمائی اور اسے یحییٰ علیہ السلام (جیسا بیٹا) عطا فرمایا اور اس کی بیوی کو اُس کے لیے صحت مند بنا دیا۔‘‘

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ﴾ ’’یقیناً یہ لوگ ہیں جو بھلائی کے کاموں میں بہت جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے رغبت اور خوف سے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ بین الخوف والرجاء (خوف اور امید کے درمیان) والا ہوتا تھا۔ اللہ کے مواخذے سے ڈرتے بھی تھے اور اس کی رحمت کے امیدوار بھی رہتے تھے۔

﴿وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰﴾ ’’اور وہ سب ہمارے سامنے عاجزی اختیار کرنے والے تھے۔‘‘

اوصافِ انبیاءؑ کے اس خوبصورت گلدستے کے آخر میں اب حضرت مریم (سلام علیہا) کا ذکر آ رہا ہے۔

فرمان نبویؐ

کامل ایمان

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ)) (ابو داوٗد)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اُس شخص کے ’’کامل ایمان‘‘ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے جس کی دوستی اور دشمنی اللہ کے لیے ہو اور جو مال خرچ کرنے اور نہ کرنے میں اللہ کی رضا کو ملحوظ رکھتا ہو‘‘۔

تشریح: مؤمن کی زندگی کا نصب العین ’’اللہ کی رضا کا حصول ہے۔ اسے نہ تو ستائش کی تمنا ہوتی ہے نہ صلہ کی پروا۔ وہ کسی سے جڑتا ہے تو ذاتی اغراض سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ اس لیے کہ اللہ کے دین کا مفاد اسی سے وابستہ ہے۔ وہ کسی سے کٹتا ہے تو اپنے وقار اور ذوق کی بنا پر نہیں بلکہ محض اللہ کی رضا کے لیے۔ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت کو خرچ کرنے میں اللہ کی رضا کو مقدم سمجھتا ہے۔ کتنا، کہاں اور کب خرچ کرنا ہے؟ اس معاملہ میں وہ اللہ کے قانون کا پابند ہوتا ہے اور اس پابندی، قانون میں (نمود و نمائش کے جذبے سے بے نیاز) محض اللہ کی رضا اس کا مطمح نظر ہوتی ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
4 تا 10 رجب المرجب 1440ھ جلد 28
12 تا 18 مارچ 2019ء شمارہ 11
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

..........ہم پر پاکستان کی محبت لازم ہے

عرب کے مسلمان ہندوستان میں اوّلین طور پر سندھ سے داخل ہوئے۔ یہ سلسلہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے دورِ خلافت میں شروع ہوا۔ مسلمانوں کے کچھ قافلے ساحل مکران پر آباد ہوئے۔ البتہ محمد بن قاسمؒ ایک مسلم دوشیزہ کی پکار پر سندھ پر باقاعدہ حملہ آور ہوئے۔ راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سندھ میں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ بعدازاں مسلمان شمال سے کوہ ہندوکش کو روندتے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ غزنوی اور غوری نے فسادیوں، سازشیوں اور تخریب کاروں کو سبق تو سکھایا، لیکن یہاں باقاعدہ حکومت نہ کی اور واپس چلے گئے۔ لیکن بالآخر مسلمانوں کو ہندوستان پر قبضہ کرنا پڑا اور یہاں خاندانِ غلاماں نے حکومت کی، لودھی حکمران بنے، تاتاریوں کی اولاد اور آلِ تیمور کی حکمرانی قائم ہوئی۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ مغل زوال پذیر اور شکست خوردہ ہوئے اور اور سمندر پار سے گورے ہندوستان پر قابض ہوگئے۔

اصلاً ہم قارئین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کا ہندو ایک ہزار سال غلام رہا کبھی مسلمانوں اور کبھی انگریزوں کا۔ لہٰذا غلامی ہندو کے ذہن میں اُس کی نفسیات میں یہاں تک کہ اُس کے رگ وپے میں رچ بس چکی تھی۔ 1947ء میں آزادی بھی ملی تو کسی جنگ کے نتیجہ میں نہیں بلکہ ایک تحریک کے نتیجہ میں اور سچی بات یہ ہے کہ اُس انگریز کو ہندوستان سے نکلنے میں مدد کی تھی جو ہر قیمت پر ہندوستان چھوڑنے پر پہلے ہی تُل چکا تھا۔ اِس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کانگریس اور مسلم لیگ کا جھگڑا طول پکڑتا چلا گیا تو انگریز نے یہ دھمکی دے دی کہ ہم یکطرفہ طور پر ہندوستان سے چلے جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ دو عالمی جنگوں نے انگریز کو یہ باور کروادیا تھا کہ ہندوستان میں اس کا مزید ٹھہرنا ممکن نہیں رہا۔ ہم کانگریس کی جدوجہد آزادی کی توہین نہیں کر رہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم ماضی میں قوموں کی جدوجہد آزادی دیکھیں یا آج کشمیریوں کا جان و مال اور عزتیں قربان کرنا دیکھیں تو کہنا پڑے گا کہ 1947ء میں آزادی پکے پھل کی طرح ہندوؤں کی جھولی میں آ گری۔ کم ظرف، تنگ ذہن اور تنگ دامن ہندو اس آزادی کو سنبھال نہیں پارہا۔ پھر یہ کہ پاکستان کے قیام نے اُن کے اِن خوابوں کو بکھیر دیا کہ وہ اکھنڈ بھارت میں اکثریت کی بنیاد پر مسلمانوں پر حکومت کریں گے اور مسلمانوں کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ بی جے پی ہو یا کانگرس سب یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں رہنے کا حق صرف ہندو کو ہے۔ بی جے پی یہ بات اعلانیہ کہتی ہے اور عملاً اس طرف پیش رفت کرنا چاہتی ہے جبکہ کانگرس اپنے عزائم چھپا کر رکھنا چاہتی ہے۔

دوسری طرف شمال سے پہاڑوں کو پھلانگتا ہوا جان ہتھیلی پر رکھ کر ہندوستان میں داخل ہونے والا مسلمان جنگجو بھی تھا اور جذبہ جہاد سے لیس بھی تھا، لہٰذا مقامی ہندو اس مسلمان کا مقابلہ نہ کر سکا اور مسلمان اقلیت میں ہونے کے باوجود اکثریت پر حکومت کرنے لگے۔ بدقسمتی سے مسلمان کو بھی حکومت اور شاہانہ انداز کا چسکا پڑ گیا اور اُس کی ساری توجہ عیش وعشرت اور حکمرانی کے لطف اُٹھانے پر مرکوز ہوگئی اگرچہ ایسے

افراد اور ایسی جماعتیں یا گروہ موجود رہے جنہوں نے جدوجہد ترک نہ کی۔ مغلوں کا زوال شروع ہوا تب بھی مسلمان ہاتھ پاؤں مارتے رہے۔ کبھی مرہٹوں اور کبھی سکھوں کے خلاف ہندوستان میں جہاد جاری رہا۔ بہرحال اقوام ہند کی اِن باہمی جنگوں نے اقوام مغرب کو ہندوستان کی راہ دکھائی اور بالآخر مسلمانانِ ہند کی گردن میں غلامی کا قلادہ پڑ گیا۔ سمندر پار سے انگریز ہندوستان پر قابض ہو گیا ہندو کا تو صرف آقا تبدیل ہوا تھا اُس نے اسے خندہ پیشانی سے قبول کرلیا۔ لیکن مسلمان ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہا۔ 1857ء کی جنگ آزادی اسی تڑپ کا نتیجہ تھی۔ اِس جنگ میں مسلمانوں کا ہندوؤں نے ساتھ دیا لیکن نیم دلی کے ساتھ۔ بہرحال اس جنگ میں ناکامی کے بعد انگریز ہندوستان پر بلاشرکت غیرے حکومت کرنے لگا۔ انگریز نے تعلیمی نظام بدل کر ہند کے باسیوں کی ذہنی ساخت کو بھی بدلنے کی کوشش کی، جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی رہا۔ علاوہ ازیں اُس نے مغربی ثقافت کو بھی رواج دیا۔ اِس تعلیم اور تہذیب کے اثرات مسلمانوں پر بھی پڑے، عام مسلمان بھی عملی طور پر مذہب سے کچھ دور ہوا لیکن اُس کا مذہب سے جذباتی لگاؤ کم نہ ہوا۔

1924ء میں جب خلافت کا ادارہ ختم کیا گیا تو ہندوستان میں انگریز کا راج عروج پر تھا لیکن مسلمانانِ ہند نے بے مثال انداز میں خلافت سے اپنے تعلق کا اظہار کیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب کانگرس اور مسلم لیگ نے ہندوستان سے انگریز کو نکالنے کی تحریک شروع کی تو دونوں کی جدوجہد میں فرق آ گیا۔ کانگرس قومیت کی بنیاد پر آزادی حاصل کرنا چاہتی تھی اور ہندوستان کو ایک وحدت کے طور پر برقرار رکھنا چاہتی تھی جبکہ مسلم لیگ نے قومیت کی نفی کی اور دوقومی نظریہ پیش کر کے مذہب کی بنیاد پر ایک الگ ملک کا مطالبہ کر دیا۔ پاکستان کی تحریک کو بھی مذہبی انجکشن نے والہانہ بنا دیا۔ اِس مذہبی جذبہ نے انگریز کی ریاستی قوت اور ہندو کی اکثریت دونوں کو شکست دی اور پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔ بھارت ہندوستان میں مسلمان کو درانداز سمجھتا ہے، اس لیے بھی کہ دوسرے مذاہب کے لوگ ہندوستان میں آئے تو ان کی اکثریت ہندو دھرم میں ضم ہوگئی۔ جبکہ مسلمانوں نے یہاں کے ہندوؤں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف کھینچا حالانکہ مسلمانوں کے راستے میں بڑی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔

ہندوؤں نے سکھ مذہب ایجاد ہی اس لیے کیا تھا کہ عقیدہ توحید کے قائل ہونے والے ہندوستانی مسلمان نہ ہوں، سکھ ہو جائیں۔ پھر شدھی جیسی تحریکیں برپا کی گئیں جس کی بنیاد یہ تھی کہ جو ہندو ماضی میں مسلمان ہوئے ہیں، اُنہیں واپس ہندو دھرم میں لایا جائے۔ اس پس منظر میں بھارت اور پاکستان کی کشیدگی اور چپقلش کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور اِس کا حل ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان اس وقت یقیناً اصل تنازعہ کشمیر کے حوالے سے دکھائی دیتا ہے لیکن اگر کشمیر کا مسئلہ پیدا نہ ہوا ہوتا تب بھی کشیدگی اور دشمنی ہوتی۔ اس لیے کہ بھارت کے لیے ہند کی تقسیم اور پاکستان کا وجود اصل مسئلہ ہے۔ ہندو کی ذہنیت کو جانتے ہوئے تو اصل حل تو یہ تھا کہ پاکستان معاشی، سیاسی اور عسکری لحاظ سے بہت مضبوط اور طاقتور ہوتا۔ اس صورت میں بھارت کبھی سر اُٹھانے کی جرأت نہ کرتا۔ اس لیے کہ ہندو اپنے سے طاقتور سے لڑنے کا قائل تھا، نہ ہے۔ وہ صرف اپنے کمزور پر غراتا ہے، وہ فتح کے یقین کے بغیر کبھی جنگ نہ چھیڑے گا۔

بھارت اگرچہ آج تعداد ہتھیار یعنی سامان جنگ کے حوالے سے پاکستان سے خود کو مضبوط سمجھتا ہے، لیکن وہ جو پاکستان پر چڑھ دوڑنے کے لیے بے تاب نظر آرہا ہے۔ اُس کی اصل وجہ امریکہ اور خاص طور پر اسرائیل کی پشت پناہی اور آشیر باد ہے۔ پھر یہ کہ افغانستان کی موجودہ حکومت پاکستان دشمن ہے اور ایران سے بھارت کے انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ لہٰذا بھارت پاکستان سے لڑے گا نہیں اُسے پاکستان سے لڑوایا جائے گا۔

پاکستان کا مسئلہ یہ ہے کہ مذہب سے جذباتی لگاؤ اگرچہ اب بھی ہے لیکن ہماری عظیم اکثریت بدترین تضادات کا شکار ہے۔ بھارت دشمن ہے لیکن بالی وڈ کی فلمیں اور وہاں کے اداکار اور اداکارائیں ہماری بہت فیورٹ ہیں۔ لہٰذا ہماری ثقافت کو بھارتی ثقافت نے بُری طرح پسپا کیا ہوا ہے۔ بھارتی طیارے اگر پاکستان مار گرائے تو ہم جوش میں سڑکوں پر نکل آئیں گے اور اللہ اکبر کے زوردار نعرے لگائیں گے۔ لیکن سود جسے ہندی میں بیاج کہتے ہیں، وہ ہماری معیشت میں بھی بھارت ہی کی طرح رچا بسا ہے۔ ہم بسنت بھی مناتے ہیں اور شادی و مرگ کے موقع پر ہندوؤں کی رسوم پورے اہتمام سے مناتے ہیں۔ یہ فکری اور عملی تضاد ختم کرنا ہوگا۔ اگر ہم میدانِ جنگ میں مسلمان اور مجاہد ہیں تو گھر میں بھی رسوم و رواج اسلامی اپنائیں اور اسلامی ثقافت کو دل و جان سے قبول کریں۔ جذباتی لگاؤ کو عمل میں ڈھالنا ہوگا، تاریخ کا جبر ہمیں جو راہ دکھا رہا ہے، وہ بالکل واضح ہے کہ ہمیں مشرکین ہند کے ساتھ ساتھ مشرقِ وسطیٰ کے یہودیوں اور مغرب کے نصاریٰ سے بھی لڑنا ہوگا اور ہاں آستین کے کچھ سانپ بھی ہیں ان منافقین سے بھی نمٹنا ہوگا۔

تمام عرب ممالک امریکہ اور اسرائیل کے سامنے سجدہ سہو کر چکے ہیں۔ عراق میں کچھ جان تھی، اُسے جھوٹے بہانے تراش کر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اسرائیل سے گولان کی پہاڑیاں خالی کرنے کا مطالبہ کرنے والا شام بُری طرح زخمی ہے اور سسکیاں لے رہا ہے۔ وہاں مسلمان باہم دست و گریبان ہیں۔ لہٰذا اسرائیلی ٹینک اگر گریٹر اسرائیل کے لیے مارچ کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی جگہ اگر تھرڈ ٹمپل تعمیر ہوتا ہے تو پاکستان کے سوا اُسے کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی۔ قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ مدینہ منورہ گریٹر اسرائیل کے نقشے کے مطابق سعودی عرب کا نہیں اسرائیل کا حصہ ہے۔ گویا نبی پاک ﷺ کے مقدس شہر مدینہ کو بھی یہودی پاؤں تلے روندنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امریکہ کی دشمن عالمی طاقتوں یعنی روس اور چین کو بھی اِس سے کوئی دلچسپی نہیں ہوگی کہ مدینہ منورہ پر کون قابض ہوتا ہے، لیکن ایٹمی اسلامی ملک کے لیے یہ Do & Die کا معاملہ ہوگا۔ ہمیں سرزمین پاکستان کی نسبت سرزمین مدینہ سے زیادہ لگاؤ، زیادہ عقیدت اور زیادہ قلبی تعلق ہے۔ مدینہ منورہ کو یہودیوں کی دست بُرد سے بچانا ہمارا مقدس روحانی فریضہ ہے۔ لیکن کیا ہم بھارت، امریکہ، اسرائیل اور بعض منافق ریاستوں کا مقابلہ اکیلے کر سکیں گے۔ ہماری رائے میں کر سکیں گے، یقیناً کر سکیں گے اگر ایٹمی میزائلوں کے ساتھ روحانی میزائلوں سے بھی لیس ہوئے۔ اگر ہم اللہ سے تعلق مضبوطی سے جوڑ لیں، اگر ہم سورۃ محمد کی آیت نمبر 7 کو حرزِ جان بنا لیں اور اللہ کی مدد کریں تو اللہ ہماری مدد کرے گا اور ہمارے قدم جما دے گا اور ہم مدینہ منورہ کی طرف ناپاک قدم بڑھانے والوں کے قدم ہی نہیں اُن کے سر بھی کاٹ دیں گے۔ آہ! کاش ہم اللہ کے ہو جائیں اور اللہ کو اپنا لیں۔ عملی طور پر اللہ کے دین کو اس ملک میں نافذ کر دیں ایسی صورت میں پاکستان سے محبت کرنا ہم پر لازم ہوگا۔

ایمان حقیقی کے ثمرات

(سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے یکم مارچ 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

قارئین محترم! آج ان شاء اللہ ہم سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کا مطالعہ کریں گے۔اس سے قبل ہم منتخب نصاب کے آٹھویں درس میں سورۃ التغابن کے پہلے رکوع کا مطالعہ کر چکے ہیں جس میں ایمانیات ثلاثہ کی حقیقت بیان ہوئی۔ایمان کا موضوع ویسے تو پورے قرآن میں پھیلا ہوا ہے لیکن سورۃ التغابن کے پہلے دو رکوع اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں کہ ان میں ایمانیات کی تفصیلی تشریح کے ساتھ ساتھ ایمان کے ثمرات کو بھی بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ایمانیات ثلاثہ کی تشریح ہم پچھلے رکوع میں پڑھ آئے ہیں کہ بنیادی طور پر اللہ پر ایمان، رسالت پر ایمان اور آخرت پر ایمان ہوگا تو ایمان مکمل ہوگا۔اس رکوع میں ان شاء اللہ ہم پڑھیں گے کہ سچے ایمان کی کیا نشانیاں ہیں؟ ایمان حاصل کرنے کے بعد انسانی رویے، اعمال اور عادات میں کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی؟ گویا یہ رکوع ہمارے لیے لٹمس ٹیسٹ کی طرح ہے جس میں ہم یہ جانچ بھی کر سکتے ہیں کہ آیا ہم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے بھی ہیں یا نہیں۔ یعنی بعد از ایمان جن تبدیلیوں کا ذکر اس رکوع میں ہو رہا ہے اگر وہ ہم میں پیدا نہیں ہوئیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ ہمارے ایمان میں کمی ہے۔یعنی وہ ایمان زبان کی حد تک تو ہے لیکن دل میں نہیں اُترا۔اگر صحیح معنی میں دل میں اتر جائے تو پھر ایک بندہ مومن کی شخصیت کے خدوخال ہی کچھ اور ہوتے ہیں۔چنانچہ سب سے پہلے فرمایا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪﴾ ''نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

مصیبت کا لفظ اُردو میں تکلیف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔لیکن عربی زبان میں ہر وہ کیفیت جو انسان پر وارد ہوتی ہے چاہے وہ اچھی ہو یا بُری وہ مصیبت کہلاتی ہے۔اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حقیقی ایمان کے نتیجے میں انسان کی سوچ اور زاویہ نگاہ میں ایک عظیم انقلاب آجاتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا میں راضی رہتا ہے۔ ورنہ عام حالات میں انسان ہر مشکل اور تکلیف کو اپنی بدقسمتی سمجھتا ہے اور اگر دولت یا شہرت مل جائے تو انسان اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔لیکن حقیقت میں اصل بات کچھ اور ہے وہ یہ کہ دونوں صورتیں انسان کے لیے آزمائش ہیں۔جیسے سورۃ الفجر میں فرمایا:

مرتب: ابوابراہیم

''انسان کا معاملہ یہ ہے کہ جب اس کا رب اسے آزماتا ہے پھر اسے عزت دیتا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی! اور جب وہ اسے آزماتا ہے پھر اُس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا!'' (الفجر:15،16)

یعنی جس کو زیادہ دیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ اس سے خوش ہے اور جسے کم دیا تو اس کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ اس سے ناراض ہے۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ نے کسی کو زیادہ نعمتوں سے نوازا ہے تو یہ بھی امتحان ہے اور اگر ان نعمتوں میں کمی آئی ہے اور کوئی فقر کی زندگی گزار رہا ہے تو یہ بھی امتحان ہے۔کیونکہ یہ دنیا صرف دارالامتحان ہے۔لہٰذا حقیقت کے اعتبار سے جس کو زیادہ دیا گیا ہے وہ بڑے امتحان میں ہے۔اس لیے کہ جب انسان کو زیادہ ملتا ہے تو وہ اللہ کو بھلا دیتا ہے اور بعض اوقات وہ سب کام کرتا ہے جو اللہ کو ناراض کرنے والے ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ دین کی دھجیاں بکھیرتا ہے اور جب مشکل اور تنگی آتی ہے تو اس وقت پھر اللہ یاد آتا ہے۔لہٰذا کسی کو دنیا میں کم نعمتیں ملی ہیں تو یہ اس کا ہلکا امتحان ہونے کی علامت ہے۔ لیکن امتحان سب کے لیے ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''(وہی ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔'' (الملک:2)

اسی لیے تو اتنا زبردست انتظام کیا ہوا ہے کہ اس امتحان میں ہماری کارکردگی کا سارا ریکارڈ محفوظ ہو رہا ہے۔ایک ایک چیز لکھی جارہی ہے اور پھر ہر ہر چیز کا آخرت میں حساب دینا ہوگا۔کوئی چیز چھپی نہیں رہے گی جب اعمال نامہ سامنے آئے گا۔فرمایا:

''اور رکھ دیا جائے گا اعمال نامہ چنانچہ تم دیکھو گے مجرموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے اس سے جو کچھ اس میں ہوگا اور کہیں گے: ہائے ہماری شامت! یہ کیسا اعمال نامہ ہے؟ اس نے تو نہ کسی چھوٹی چیز کو چھوڑا ہے اور نہ کسی بڑی کو مگر اس کو محفوظ کر رکھا ہے۔اور وہ پائیں گے جو عمل بھی انہوں نے کیا ہوگا اُسے موجود۔اور آپ کا رب ظلم نہیں کرے گا کسی پر بھی۔'' (الکہف:49)

مطلب یہ کہ یہ دنیا امتحان ہے اور اس کا نتیجہ آخرت میں نکلے گا۔لہٰذا انسان کو اس دنیا کی زندگی کو امتحان ہی سمجھ کر اللہ کی رضا میں راضی رہنا چاہیے۔لیکن ہم اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں اور ذرا کوئی مشکل وقت آ گیا تو جزع وفزع ہو رہے ہوتے ہیں، ہر ایک سے شکایت ہو رہی ہوتی ہے کہ میرے تو حالات ایسے ہو گئے

حالانکہ معلوم نہیں اسی کے پردے میں اللہ نے ہمارے لیے کوئی خیر مقدر کر رکھی ہو۔لہٰذا اللہ سے حسن ظن کا معاملہ رکھیں۔اسی طرح ذرا کچھ مل گیا تو پھولے نہیں سما رہے ہوتے اور آپے سے باہر ہو رہے ہوتے ہیں۔یہ اصل میں غفلت کی نشانی ہے اور ایمان سے دوری کا نتیجہ ہے۔اس کے برعکس جس کے دل میں ایمان راسخ ہوگا وہ استقامت دکھائے گا۔وہ کہے گا جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کی طرف سے امتحان ہے اور اللہ ہی اس میں کامیاب بھی کرے گا۔لہٰذا اللہ سے مجھے توقع ہے کہ وہ جن حالات سے بھی مجھے گزار رہا ہے اس میں میرے لیے خیر ہی خیر ہے۔وہ اللہ پر ہی بھروسا کرتا ہے اور اللہ اس کے ایمان کے نتیجے میں اس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔ پھر کوئی غم اس کو پریشان نہیں کرتا۔اگر کسی عزیز کی موت ہو جائے تو صدمہ تو ہوگا مگر اس معنی میں نہیں کہ وہ دل کو ہی لگا لے۔نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہوگئے۔کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اولاد سے فطری محبت میں آنکھیں تو آنسو بہا رہی ہیں لیکن دل اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہے۔یہی کیفیت بندۂ مومن کی ہے۔اقبال نے کہا کہ ؎

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شود جہاں دیگر شود

یعنی جب دل میں ایمان اتر جاتا ہے تو پھر انسان کی شخصیت ہی بدل جاتی ہے اور وہ دنیا کو کسی اور ہی نظر سے دیکھتا ہے۔

بہرکیف ایمان حقیقی کا پہلا اور لازمی نتیجہ جو یہاں بیان ہوا وہ تسلیم و رضا کی کیفیت ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ذکر تاریخ میں موجود ہے کہ ایک زمانے میں جب خلیفہ نے خلق قرآن کے مسئلے پر ان پر تشدد کیا۔کہا جاتا ہے کہ اتنا تشدد کیا گیا کہ اگر ہاتھی پر بھی اتنا تشدد کیا جائے تو وہ بلبلا اٹھے لیکن ان کی زبان پر کبھی کوئی شکوے کا لفظ آیا اور نہ ہی آنکھوں سے آنسو ٹپکے۔لیکن جب نیا خلیفہ آیا تو اس نے بات کو سمجھتے ہوئے آپ کو رہا کر دیا اور آپ کی خدمت میں اشرفیاں بھی پیش کیں تو آپ رو پڑے اور فرمانے لگے کہ یہ امتحان میرے لیے زیادہ سخت ہے۔میں اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔یہی اس پہلی آیت کا نچوڑ ہے کہ:

''نہیں آتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے' وہ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے۔اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

والدِ محترم رحمہ اللہ مولانا محمد علی جوہر کا ایک بڑا ایمان افروز واقعہ سنایا کرتے تھے کہ جنگ عظیم اول کے بعد جب خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہو رہا تھا تو اس وقت برصغیر میں تحریک خلافت چلی تھی جس میں مولانا محمد علی جوہر کا کلیدی رول تھا۔اس بناء پر انگریزوں نے انہیں گرفتار کر رکھا تھا۔ان کی بیٹی ٹی بی کی مریضہ تھی۔اس زمانے میں ٹی بی ناقابل علاج تھا۔وہ بیٹی بستر مرگ پر تھی اور زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی۔انہوں نے جیل میں سے اپنی بیٹی کو پیغام بھیجا۔جس کا حاصل یہ تھا کہ ؎

تیری صحت ہمیں مطلوب ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

کتنی بڑی بات ہے۔ظاہر بات ہے کہ اپنی بیٹی کے حوالے سے جو بھی جذبات ان کے ہوں گے۔لیکن اگر اللہ کو منظور نہیں ہے تو پھر ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔ بہرحال اس حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔یقیناً اس کے ہر کام میں خیر ہی خیر ہے۔اور یہ سہولت کسی اور کو حاصل نہیں سوائے مومن کے۔اگر اسے دنیا میں خوشی نصیب ہوتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔''

آگے فرمایا:

﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ⑫﴾ ''اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی۔پھر اگر تم

پریس ریلیز 8 مارچ 2019ء

اسرائیل اپنے اہداف کے حصول کے لیے جائز وناجائز ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے

ریاست پاکستان کو حقیقی معنوں میں ریاست مدینہ کے ساتھ ہم آہنگ بنانا ہوگا

جدید مغربی معاشرہ عورت کی عزت اور عفت کا ضامن نہیں بلکہ اسے ایک مارکیٹنگ ٹول کے طور پر استعمال کر رہا ہے

حافظ عاکف سعید

اسرائیل اپنے اہداف کے حصول کے لیے جائز و ناجائز ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے۔یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے جامع مسجد قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔انہوں نے کہا کہ 4 مارچ کو امریکہ نے اسرائیل میں فلسطینی مشن کو اپنے سفارت خانے میں ضم کر کے دو ریاستی نظریہ کو دفن کر دیا ہے۔اسرائیل کے ہمسایہ عرب ممالک نہ صرف ایک ایک کر کے اسرائیل کی جھولی میں گرتے جا رہے ہیں بلکہ فلسطینیوں سے قطع تعلق بھی کر رہے ہیں۔اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اسرائیل کو اپنے گریٹر اسرائیل منصوبے کے راستے میں اہل عرب سے تو کوئی خطرہ نہیں مگر ہزاروں میل دور پاکستان اس کی آنکھ میں کھٹکتا ہے۔حالیہ پاک بھارت کشیدگی کو ہوا دینے بلکہ اس کی منصوبہ بندی اور عمل درآمد میں اسرائیل کا واضح رول سامنے آچکا ہے۔ان حالات میں ہمیں جنگی تیاری کے ساتھ ساتھ اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی مضبوط بنانا اور ریاست پاکستان کو حقیقی معنوں میں اور ہر پہلو سے ریاست مدینہ کے ساتھ ہم آہنگ بنانا ہوگا۔تبھی اللہ کی مدد اور نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔انہوں نے خواتین کے عالمی دن کے موقع پر مختلف این جی اوز کی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جدید مغربی معاشرہ عورت کی عزت اور عفت کا ضامن نہیں بلکہ اسے ایک مارکیٹنگ ٹول کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ایسی این جی اوز ہمارے معاشرے کو تباہ کرنے کے لیے اسی مغربی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔انہوں نے کہا کہ مسلمان کے لیے ہر دن عورت کا دن ہے، جب وہ ماں کی عظمت کا اظہار کرتا ہے، بیوی کے حقوق ادا کرتا ہے اور بیٹی کو اسلامی تعلیمات کے زیور سے آراستہ کرتا ہے۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایسی این جی اوز کی خلاف اسلام کارروائیوں کو بند کروا کر پاکستان کو ریاست مدینہ کا صحیح نمونہ بنایا جائے۔(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

نے پیٹھ موڑ لی تو جان لو کہ ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمے تو صرف صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔''

اگر ایمان واقعی دل میں اُتر گیا ہے تو اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ پھر انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو لازم پکڑے گا۔ کیونکہ جب اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لے آیا تو اب لازم ہے کہ ان کا حکم بھی مانے۔ دنیا میں بھی آقا اپنے غلام سے اور مالک اپنے نوکر سے توقع کرتا ہے کہ وہ اس کی وفاداری کرے۔ حالانکہ انسانیت کے ناطے وہ دونوں برابر ہیں۔ جبکہ اللہ تو اس کائنات کا حقیقی مالک وخالق ہے، اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور ہم اس کے غلام حقیقی ہیں۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے رب کی ہر بات مانیں۔ اللہ نے براہ راست ہر انسان کو اپنے احکام نہیں بتائے بلکہ اپنے رسول ﷺ کو مکمل نمائندگی دے کر بھیجا ہے۔ لہٰذا ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بھی مکمل اطاعت کرنی ہے۔ آج کل ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ اللہ کی تو مانتے ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ رسول ﷺ تو ایک انسان تھے ان کی کامل اطاعت کیسے کریں؟ حالانکہ قرآن جابجا اور دوٹوک انداز میں کہہ رہا ہے:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾

اس لیے کہ زندگی گزارنے کے حوالے سے تفصیلی راہنمائی رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں مل رہی ہے۔ قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ نماز پڑھو لیکن نماز پڑھنا کس نے سکھایا؟ پوری اُمت نے نماز کس سے سیکھی ہے؟ حالانکہ قرآن مجید میں اس کی تفصیلات اس ترتیب کے ساتھ ہیں ہی نہیں۔ کہیں کہہ دیا سجدہ کرو، کہیں کہہ دیا رکوع کرو۔ نمازیں کتنی ہیں قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن میں حکم ہے کہ اوقات نماز کی پابندی کرو لیکن وقت کا تعین رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ اسی طرح نماز کی ساری تفصیلات ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ سے ملی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل نمائندگی رسول اللہ ﷺ کو دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: 3،4) ''اور یہ (جو کچھ کہہ رہے ہیں) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

ہم اللہ کے رسول ﷺ کو رسول مانتے ضرور ہیں، ہماری عظیم اکثریت مانتی ہے۔ مسلمان تو سب مانتے ہی ہیں لیکن آپ ﷺ کی کتنی اطاعت کر رہے ہیں اس کا اندازہ ہم سب اپنے روزمرہ کے معمولات سے لگا سکتے ہیں۔ یہی آج کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ حالانکہ ایمان حقیقی ہوگا تو لازماً آپ ﷺ کی اطاعت کو ہم لازم پکڑیں گے۔ پھر ہر کام میں آپ ﷺ کی اطاعت اولین ترجیح ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے وہ یہ جاننے کی کوشش کرے گا کہ میں جس نوعیت کا کاروبار کرنے چلا ہوں وہ شریعت نبوی ﷺ کے مطابق ہے بھی یا نہیں۔ اس میں کوئی حرمت کا پہلو تو نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سود کو حرام قرار دیا ہے تو میرے ذرائع آمدن میں کہیں سود کی ملاوٹ تو نہیں۔ گویا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانا ہے تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہی اپنی زندگی گزاریں۔ اس لحاظ سے ہمارا دین کامل ہے کہ زندگی کے ہر ہر گوشے کے حوالے سے راہنمائی دی گئی ہے۔ مشرکین مذاق اُڑانے کے لیے کہتے تھے تمہارے رسول (ﷺ) تو تمہیں چھوٹی چھوٹی باتیں بھی سکھاتے ہیں۔ جب آپ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں! ان سے کہو کہ صفائی، استنجاء، وضو اور غسل وغیرہ کے معاملات بھی انہوں نے سکھائے ہیں''، یعنی زندگی کا کوئی باریک سے باریک گوشہ بھی ایسا نہیں چھوڑا جس کے حوالے سے دین میں راہنمائی نہ دی گئی ہو۔ یہ سب اہتمام اسی لیے کیا گیا کہ ایمان لانے کے بعد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ لہٰذا ایمان کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا۔ آگے فرمایا:

﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑫﴾ ''پھر اگر تم نے پیٹھ موڑ لی تو جان لو کہ ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمے تو صرف صاف صاف پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔''

یعنی اللہ کو بھی مان رہے ہیں، رسول ﷺ کو بھی مان رہے ہیں لیکن اطاعت نہیں کر رہے تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ یعنی اب نتیجہ کے ذمہ دار تم خود ہو۔ اللہ نے ہر چیز کھول کر بیان کر دی ہے۔ پھر جو کچھ ہوگا اس کا ذکر بھی قرآن وحدیث میں بڑی تفصیل سے موجود ہے۔ جو قومیں اسی نافرمانی کے نتیجے میں ہلاک ہو چکی ہیں ان کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔ خاص طور پر یہود کے حوالے سے یہ آیت بڑی اہم ہے کہ: ''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟ تو نہیں ہے کوئی سزا اس کی جو یہ حرکت کرے تم میں سے سوائے ذلت ورسوائی کے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے روز وہ لوٹا دیے جائیں گے شدید ترین عذاب کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔''

اس آیت میں ہمارے لیے بڑی راہنمائی ہے۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد بھی دجالیت کے سیلاب میں بہہ چکی ہے۔ یہاں تک کہ جن کا تعلق دینی طبقہ سے ہے ان میں سے بھی ایک بہت بڑی تعداد وہ ہے جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی ادائیگی تو کر لیں گے لیکن اکثر بُرے اعمال کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ کاروبار میں حرام سے بچنا تو ممکن ہی نہیں رہا۔ گویا ہمارا حال بھی آج ہو بہو وہی ہو چکا ہے جو یہود کا تھا کہ شریعت کی بعض چیزوں کو مانتے تھے اور بعض کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس کی سزا انہیں اس طور پر ملی کہ دنیا وآخرت کی ذلت ان کا مقدر بن گئی۔

معلوم ہوا کہ ایمان حقیقی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ اور رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کرے۔ یہ ضرور ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ ہر انسان سے غلطی ہو سکتی ہے مگر اس کا بھی حل دین میں موجود ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ لیکن اس کی شرائط بھی ہیں کہ توبہ سچے دل سے ہو اور پورا عزم ہو کہ آئندہ میں نے اس حرکت کا ارتکاب نہیں کرنا تو بڑے سے بڑا گناہ اللہ معاف کر دے گا۔ لیکن توبہ کے بعد پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت اختیار کرے۔ یہی ایمان حقیقی کا تقاضا ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی کے دل میں واقعی ایمان راسخ ہو چکا ہے تو اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انسان ہر حال میں اللہ کی رضا میں راضی رہے گا۔ کوئی مشکل آئے گی تو صبر کرے اور خوشی آئے گی تو شکر کرے گا اور ان دونوں صورتوں میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ ایمان حقیقی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کی جستجو کرے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا ایمان پیدا کہاں سے ہوگا۔ اس کے لیے پہلا منبع خود قرآن مجید ہے۔ ایمان میں کمزوری محسوس ہو تو قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، اسے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کی جائے، اس کی آیات میں غور وفکر کیا جائے۔ دروس قرآن میں شرکت کی جائے۔ اس سے ایمان مضبوط ہوگا اور دل ودماغ کے دریچے کھل جائیں گے اور قرآن کا جو اصل پیغام ہے وہ تو کم از کم ہمارے سامنے آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

نالۂ ابلیس 3 ابلیس کی دُہائی

6	پست از و آں ہمت والاے من	وائے من! اے وائے من! اے وائے من!

اس (کم ہمت اور آسان) شکار کو شکار کرتے کرتے میری ہمت کی جولانیاں اور اُمنگیں ماند پڑگئی ہیں اور میری ہمت بھی پست ہوگئی ہے افسوس ہے مجھ پر، افسوس ہے مجھ پر، افسوس ہے مجھ پر!

7	فطرتِ او خام و عزمِ او ضعیف	تابِ یک ضربم نیارد ایں حریف

(میں ازل سے سمجھتا تھا یہ انسان خلافت ارضی کا تاج رکھتا ہے ہمت و حوصلہ میں بہت بلند ہوگا مگر تجربے نے ثابت کیا ہے کہ) اس کی فطرت خام اور عزم وارادہ انتہائی کمزور ہوتا ہے اور میرا یہ حریف میرے ایک داؤ (ضرب) کی تاب نہیں رکھتا

8	بندۂ صاحب نظر باید مرا	یک حریفِ پختہ تر باید مرا!

اے خدا! (جب تو نے مجھے ابن آدم کو آزمانے کا رول دے ہی دیا ہے تو) ایک باہمت صاحب عزم اور صاحب نظر انسان میرے مقابل لا (تاکہ دو برابر حریفوں کے درمیان جاندار مقابلہ ہو)

6۔ (اے خدا!) ایسے پست ہمت شکار کو پکڑتے پکڑتے (صدیاں بیت گئیں) میری ہمت اور EVIL GENIUOS ہونے کی صلاحیت ماند پڑ رہی ہے اس کی جولانیاں اور مقابلے کی اُمنگیں ماند پڑ رہی ہیں میری ہمت بھی جواب دے رہی ہے۔ میری دُور بینی مجھے بتا رہی ہے کہ مستقبل قریب میں عالی ہمت جوان مردوں کی کوئی ایسی جماعت اور تہذیب مشرق و مغرب میں میرے لیے خطرہ بن کر نہیں اُبھر رہی ہے لہٰذا میں اس ذمہ داری سے سبکدوشی چاہتا ہوں۔ افسوس ہے مجھ پر، صد افسوس ہے مجھ پر۔

7۔ (روزِ ازل جب اس آدم کو خلافت ارضی دے کر اعزاز دیا جا رہا تھا میں سمجھتا تھا کہ حضرت انسان ایک ٹھوکر کھا کر سنبھل جائے گا مگر عصر حاضر کے انسان سے INTERACTION نے ثابت کیا ہے کہ) حقیقتاً حالیہ تہذیب کے پرستاروں کی فطرت خام اور عزم وارادہ میں انتہائی بودا پن ہے۔ ایسے 'مٹی کے پہلوان' سے مقابلہ اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ میرا یہ حریف تو میرے ایک 'داؤ' کی بھی تاب نہیں رکھتا مقابلہ کیسے کرے گا۔

ماضی میں، میں نے اس انسان سے معدودے چند دفعہ شکست کھائی ہے اور اس کے مدّ مقابل ہونے سے بھاگا ہوں جن میں سے ایک واقعہ یوم بدر کا معرکہ تھا جب میں نے ایک لشکر تیار کر کے ابوجہل کی سرکردگی میں مکہ سے نکالا۔ انہیں بہت سے سبز باغ دکھائے مگر جب میں نے مدّ مقابل میں 313 حریف حقیقی انسانوں کو دیکھا تو مجھے خوف ہوا کہ اس معرکے میں کہیں میرا بھی قصہ تمام نہ ہو جائے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ مدتیں بیت گئیں اب ایسا منظر دیکھنے کو پھر دل کرتا ہے۔ اے خدا! اصحاب بدر جیسے صاحب نظر پیدا کر دے تاکہ میں دوبارہ کانٹے دار مقابلہ دیکھ سکوں۔ 1

8۔ (اے خدا! تو نے مجھے ابن آدم کو آزمانے کا رول (ROLL) دے ہی دیا ہے تو اس کو بھی ایسا جذبہ، ولولہ اور عزم کی قوت عطا فرما کہ) ابن آدم میرے لیے للکارنے والا حریف (CHALLENGING OPPONENET) بن جائے۔ تاکہ بچاؤ اور حملہ کے اپنے گر آزما سکوں۔ اے خدا! مجھے ایک باہمت 'دشمن' 2 عطا فرما تاکہ ہم دونوں ایک دوسرے پر بے رحمانہ حملے کریں اور پلٹ پلٹ کر (پھینٹیاں) ماریں۔ آج کا مغربی انسان تو میرا ہی آلہ کار اور 'مرید' ہے آج کا مسلمان اور مسلمان زعماء و رہنما بھی مجھ سے نورا کشتی (FRIENDLY FIGHT) کرتے ہیں اور FRIENDLY OPPOSITION کا کردار ادا کر کے اپنے مریدوں اور عوام کو 'ابلیس دشمن' ہونے کا دھوکا دیتے ہیں۔

1 اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ کے لشکر کی کیفیات بیان فرماتا ہے: ''اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں اللہ ان پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر کے دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔'' (الانفال: 47،48)

2 ﴿اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا﴾ (فاطر: 6) ''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔''

ایک جنونی شخص محض اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے خطے میں انسانوں کو خون میں نہلانا چاہتا ہے: ایوب بیگ مرزا

اسرائیل کی کوشش ہے کہ جو ممالک گریٹر اسرائیل کے راستے کی رکاوٹ ہیں وہ کہیں اور مصروف ہو جائیں: رضاء الحق

جب بھی جنگی حالات پیدا ہوتے ہیں تو کشمیریوں میں آزادی کا ولولہ پھر تازہ ہو جاتا ہے: طاہر سلیم منگل

پاک بھارت جنگ کس کے مفاد میں؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: بھارت کی جانب سے جنگ کا اصل مقصد کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: گزشتہ ہفتے ہم نے پلوامہ حملے کے بارے میں پروگرام کیا تھا جس میں ہم نے دو اسباب بیان کیے تھے۔ ایک یہ کہ پلوامہ میں کشمیریوں نے تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق ایک ردعمل کا اظہار کیا ہو کیونکہ وہ روز کے ظلم وستم سے تنگ آچکے تھے۔ دوسرا یہ کہ شاید یہ بھارت کی حکومت نے خود کروایا ہو۔ جس کا اصل محرک یہی ہے کہ مودی الیکشن میں مقبولیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تازہ ترین صورت حال کو سامنے رکھیں تو دوسرا سبب زیادہ موکد ہو گیا ہے۔ وہ اس لیے کہ انہوں نے پہلے پاکستان پر الزام لگایا اور اس کے کچھ دن بعد ان کے جہازوں نے ایل او سی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی حدود میں بم گرائے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق کوئی نقصان تو نہیں ہوا لیکن انہوں نے شور مچا دیا کہ ہم نے جیش محمد کا کیمپ اڑا دیا اور ساڑھے تین سو دہشت گردوں کو ختم کر دیا وغیرہ۔ لیکن بعد میں صورت حال یہ سامنے آئی کہ کوئی بھی میڈیا اس بات کے ثبوت نہیں دکھا سکا۔ جو ویڈیو انہوں نے دکھائی وہ دو تین سال پرانی ویڈیو تھی جو یوٹیوب پر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ فراڈ تھا اور عوام میں مقبولیت اور ووٹ حاصل کرنے کی ایک کوشش تھی۔ پھر پاکستان نے ردعمل میں ان کے دو جہاز گرا دیے تو اس پر بھی انہوں نے بڑا احمقانہ تبصرہ کیا کہ یہ جہاز ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے گرے ہیں۔ حالانکہ پاکستان میں ان کا ایک پائلٹ گرفتار بھی ہو چکا تھا اور پوری دنیا نے اس کا اعترافی بیان بھی سنا۔ معلوم ہوا کہ ایک جنونی نیم پاگل شخص اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے اور ووٹ حاصل کرنے کے لیے انسانوں کو خون میں نہلانا چاہتا ہے۔ وہ دو ملکوں کے درمیان جنگ کرانا چاہتا ہے۔ خدا جانے اس کے علم میں ہے کہ نہیں کہ دونوں ایٹمی ملک ہیں۔ جنگ ہوئی تو کوئی نہیں رہے گا۔

سوال: کیا بھارتی عوام، سول وملٹری حکام اور بھارتی میڈیا مودی کی چال سے ناواقف ہیں؟

رضاء الحق: انڈین میڈیا میں سارے لوگ ایسے بیوقوف نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ نیشنل سکیورٹی کے ایشوز پر وہ یک آواز ہو جاتے ہیں مگر کچھ لوگوں نے اس کے خلاف

مرتب: محمد رفیق چودھری

آواز اٹھائی بھی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک گریٹر گیم کا حصہ ہے۔ یہ صرف انڈیا اور پاکستان تک محدود نہیں ہے۔ اس وقت اس خطے میں جو تبدیلیاں آرہی ہیں ان میں عالمی طاقتوں کے بہت سارے ذاتی مفادات ہیں۔ امریکہ اس پورے علاقے کے اندر جنگ چاہتا ہے اس کے لیے وہ انڈین حکومت اور انڈین میڈیا کو فنڈز دے رہا ہوگا۔

سوال: امریکہ اس خطے میں جنگ کیوں چاہتا ہے؟

رضاء الحق: اس لیے کہ وہ افغانستان میں جنگ ہار چکا ہے۔ اب اس کے پاس فیس سیونگ کا ایک طریقہ تو یہ تھا کہ وہ افغان طالبان کے ساتھ مذاکرات کرے۔ لیکن اگر مذاکرات اس کی مرضی کے مطابق آگے نہیں بڑھ رہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ چاہتا ہو کہ اس علاقے میں ایک نیا انتشار پیدا ہو جائے تاکہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے اسے یہاں ٹھہرنے کا مزید موقع مل جائے۔

سوال: کیا انڈیا کو پاکستان کا ترقی کرنا پسند نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ 1947ء سے لے کر اب تک کی تاریخ دیکھ لیں کہ جب بھی کوئی معاملہ پاکستان کے حق میں جاتے دیکھا ہو یا پاکستان کو فائدہ پہنچتا نظر آیا ہو تو بھارت کو وہ برداشت نہیں ہوا۔ ایک دفعہ امریکہ کا صدر کلنٹن اس مقصد کے لیے بھارت کے دورے پر آرہا تھا کہ وہ بھارت کو مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے راضی کر سکے۔ لیکن بھارت نے راتوں رات کشمیر میں 35 سکھ مروا کر دہشت گردی کا الزام پاکستان پر لگا دیا اور کہہ دیا کہ اس صورت میں پاکستان سے کوئی مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ کلنٹن بھارت کے دورے پر گیا بھی لیکن ان سے ہاتھ ملا کر چلا گیا کیونکہ اس نے فضا دیکھ لی تھی۔ اسی طرح کا معاملہ پلوامہ کا بھی ہے کہ سی پیک منصوبہ ہو یا دوسرے ممالک کے سربراہان کا پاکستان کا دورہ کرنا' مثلاً سعودی ولی عہد کا دورہ، ترکی کے صدر بھی آرہے ہیں، پھر 23 مارچ کو ملائیشیا کے صدر کا بھی پاکستان کا دورہ متوقع ہے جبکہ بھارت کو یہ سارے معاملات گوارا نہیں۔ انسان کا معاملہ یہ ہے کہ انسان ہوس زر اور ہوس اقتدار میں پاگل ہو جاتا ہے۔ مودی میں ہوس اقتدار تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں عصبیت اور نفرت کا معاملہ بہت زیادہ ہے۔ بابری مسجد کا معاملہ ہو یا حیدر آباد اور گجرات میں مسلمانوں کے قتل عام کا معاملہ' یہ سب اس کی متعصبانہ ذہنیت کے عکاس ہیں۔ پھر اس نے ڈھاکہ میں جو بے ہودہ گفتگو کی تو اگر عالمی ادارے واقعتاً صحیح معنوں میں ادارے ہوتے، وہ قانون کو قانون سمجھتے تو اس کی باتیں عالمی قوانین کی زد میں آرہی تھیں۔ کیونکہ اس نے برملا اعتراف کیا تھا کہ 71ء میں انہوں نے دراندازی کی تھی اور بنگلہ دیش میں داخل ہو کر پاکستانی فوج کے خلاف لڑے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مودی جنونیت کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ یہ بھارت کی بدقسمتی ہے کہ ایسا شخص ان کا وزیراعظم بن گیا ہے اور اس خطے کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ شخص اس سارے

خطے کو اپنی جنونیت کی بھینٹ چڑھا کر اسے جنگ میں دھکیل دینا چاہتا ہے تاکہ یہ سارا خطہ شعلوں میں جل جائے۔ صرف اس لیے کہ وہ انڈیا میں اپنی پوزیشن اور مقبولیت کھو چکا ہے اور پچھلے کچھ الیکشنز میں وہ اپنی تین ریاستوں میں بری طرح ہارا ہے۔ حالانکہ 2014ء کے الیکشن میں وہ ان ریاستوں میں کامیاب ہوا تھا۔

سوال: کیا کانگریس بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: جب قومی مسئلہ بن جائے تو اگرچہ وہ کھل کر ہاں سے ہاں نہیں ملا سکتے لیکن وہ کھل کر مخالفت بھی نہیں کر سکتے اس لیے کہ پھر یہ مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے کہ آپ اپنے ملک کے خلاف بول رہے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کانگریس بھی پاکستان کی دشمن ہے لیکن وہ اور طرح کی دشمن ہے۔ بظاہر رکھ رکھاؤ کی پالیسی ہوتی ہے لیکن اندر سے ڈسنے کی کوشش وہ بھی کرتے ہیں لیکن بی جے پی کھلم کھلا دشمن ہے۔ میں اپنے دل کی بات کہہ دوں کہ میری دعا ہے کہ مودی پھر ہندوستان کا وزیر اعظم بن جائے کیونکہ بھارت کو ٹکڑے کرنے کے لیے مودی سے بہتر کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔

سوال: کیا LOC پر ہونے والی جنگ محدود رہے گی؟

رضاء الحق: دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ محدود اس صورت میں رہ سکتی ہے کہ جب درمیان میں ثالث موجود ہوں جو دونوں ملکوں کے اس وقت کے جنگی عزائم کو ایک لیول کے اوپر رکھنے کی کوشش کریں۔ لیکن عام طور پر دیکھا یہی گیا ہے کہ جب دو ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ ہو تو شروع میں محدود ہی ہوتی ہے لیکن پھر اس کو کنٹرول کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ دوسرا ہتھیار بنانے والے ممالک کے اس خطے میں بڑے مفادات ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ انڈیا کے پاس اسلحہ کم ہوتا کہ ہم اس کو مزید بیچ سکیں۔ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ یہاں پر جنگ کا ماحول رہے کیونکہ یہاں جنگ کا ماحول رہے گا تو ان کی انڈسٹری بڑھے گی۔ خاص طور پر اسرائیل جو اپنا گریٹر اسرائیل کا پلان لے کر آگے بڑھ رہا ہے اس کی بھی یہ ضرورت ہے کہ جو ممالک اس کے راستے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں ان کو کہیں اور مصروف کر دیا جائے۔ جب وہ کہیں اور مصروف ہوں گے تو پھر اسرائیل کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔ کیونکہ عرب ممالک کی اکثریت اسرائیل کو تسلیم کر چکی ہے۔ لیکن پاکستان نے ابھی تک اس کو تسلیم نہیں کیا۔ بہرحال شروع میں تو یہ محدود جنگ ہی رہے گی لیکن پھر اس کے بڑے پیمانے پر پھیلنے میں کوئی ٹائم نہیں لگے گا۔

ایوب بیگ مرزا: میرے نزدیک کوئی جنگ محدود نہیں ہوتی اور اب تک جو ہوا ہے اسے میں جنگ نہیں سمجھتا۔ یہ جھڑپیں ہیں، جھڑپ اور جنگ میں فرق ہوتا ہے۔ جب باقاعدہ جنگ ہوتی ہے تو فضائی جنگ اس کا حصہ ہوتی ہے لیکن اصل معرکہ زمینی افواج کا ہوتا ہے۔

سوال: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ عالمی طاقتوں کا ایک پلان یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاک بھارت جنگ کروا کر UNO کی فوج کشمیر میں اُتار دی جائے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس طرح کے کسی امکان سے انکار تو نہیں کیا جا سکتا لیکن میرے خیال میں اب صورت حال میں کافی تبدیلی آ چکی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ کشمیر میں خود مختار کشمیر کی آوازیں اٹھتی تھیں لیکن اب اس کی جگہ ایک ہی نعرہ لگ رہا ہے ’’پاکستان سے رشتہ کیا: لا الٰہ الا اللہ‘‘ اور پھر انڈیا کی سات لاکھ فوج کشمیریوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکی بلکہ کشمیریوں نے ان کی ناک میں دم کیا ہوا ہے تو عالمی فوج ان کے سامنے کیسے ٹھہر سکے گی؟ لہٰذا اگر کشمیر آزاد ہوگا تو وہاں کشمیر بنے گا پاکستان والا معاملہ ہی ہوگا۔

سوال: پاکستانی افواج انڈیا کو کس لیول پر جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں؟

رضاء الحق: صلاحیت سے زیادہ اہمیت willingness کی ہوتی ہے۔ عام طور پر علاقائی جنگ میں ملک اور قوم بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن افواج پاکستان کے ماٹو کا ایک بڑا اہم حصہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ جب تک جہاد فی سبیل اللہ کا تصور پاکستانی فوج کے اندر راسخ نہیں ہو جاتا اس وقت تک تمام صلاحیتوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہمارے پاس قابلیت بہت ہے۔ ہمارے پاس میزائل ہیں، نیوکلیئر ہتھیار ہیں، اسی طرح ہماری بحری، بری اور فضائی افواج میں بہت قابلیت ہے۔ ہمارے پاس چائنہ کے دیے ہوئے ایواکس طیارے ہیں جو دور سے نقل وحرکت کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پاس سیٹلائٹس سسٹم بھی ہیں۔ ایئر ڈیفنس سسٹم تھوڑا سا بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ایس فور ہنڈرڈ میزائل ڈیفنس سسٹم ہوتے ہیں یا اسرائیل کا آئرن ڈوم ہے۔ پاکستان کو اس کی ضرورت تو ہے کہ وہ سٹرٹیجک ایریاز میں بارڈر کے اوپر نصب ہوں۔ بہرحال پاکستان کے پاس قابلیت تو بہت ہے لیکن فوکس ملک اور قوم سے بڑھ کر جہاد فی سبیل اللہ پر بنانے کی ضرورت ہے۔ یعنی ہمارا یہ تصور ہو کہ ہم جنگ نہیں کر رہے بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ہمارا مقصد ہو۔

ایوب بیگ مرزا: اگر زمینی حقائق کو سامنے رکھیں تو پاکستان کی فوج میں بہت صلاحیت ہے۔ عام افواج اپنی جنگی صلاحیت بڑھانے کے لیے مصنوعی مشقیں کرتی ہیں لیکن پاک فوج نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ایسے دشمن کے خلاف جنگ لڑی ہے جو نظر نہیں آ رہا تھا۔ یعنی گوریلا وارفیئر کا سامنا کیا ہے۔ یوں دہشت گردی کے خلاف جنگ اس لحاظ سے تو بہت ناپسندیدہ تھی کہ اس میں بہت سی جانیں گئیں۔ میں بڑے افسوس اور دکھ سے کہوں گا کہ بہت سے معصوم اور بے گناہ لوگ بھی نشانہ بنے بہرحال یہ بات کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس سے پاک فوج کی صلاحیتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔

سوال: کسی قوم کا نظریاتی عنصر کتنا اہم اور اس کو واپس لانا کتنا ضروری ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر پاکستان اپنی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط نہیں کرتا تو اس کی فوجی صلاحیتوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ یہ جنگ جب بھی ہوگی تو یہ صرف انڈیا پاکستان کی جنگ نہیں ہوگی بلکہ یہ مسلم اینٹی مسلم جنگ ہوگی اور مسلم اینٹی مسلم جنگ میں تو پاکستان کہیں کھڑا نظر نہیں آتا۔ یعنی اس میدان میں تو اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ البتہ اگر پاکستانی فوج اور عوام اپنے نظریے کو مضبوطی سے پکڑ لیں، وہ نظریہ ان کے اندر رچ بس جائے تو پھر جو فوج تیار ہوگی اور جو مائنڈ سیٹ بنے گا وہ ناقابل شکست ہوگا۔ لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم 5 فروری کو یوم کشمیر مناتے ہیں۔ انڈیا کے خلاف نعرے بھی لگاتے ہیں لیکن عملی طور پر اس دن گھر میں بیٹھ کر انڈین فلمیں بھی دیکھتے ہیں۔ اس کو آپ غیر شعوری منافقت کہہ سکتے ہیں۔ یعنی لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ جو ہمارا دشمن ہے وہ کس بنیاد پر دشمن ہے۔

رضاء الحق: احادیث مبارکہ میں قیامت سے پہلے کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کا دین پوری دنیا پر غالب ہونا ہے۔ اس لیے یہ ملکوں کی جنگ نہیں ہوگی بلکہ یہ مسلم غیر مسلم یعنی حزب اللہ اور حزب الشیطان کی جنگ ہوگی۔ احادیث میں اس حوالے سے دو علاقوں کی بڑی اہمیت بتائی گئی ہے۔ ایک جس کو ہم ارض مقدسہ کہتے ہیں یعنی بلد الشام (جس میں اس وقت فلسطین اردن اور لبنان بھی شامل تھے)۔ دوسرا وہ علاقہ ہے جس کو خراسان کہا گیا۔ اس میں افغانستان اور شمالی پاکستان شامل ہیں۔ خراسان کا ذکر غزوۂ ہند کے حوالے

سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو فیصلہ ہے وہ تو ہو کے رہنا ہے۔ حضورﷺ نے جو بات بتائی ہے وہ تو ہو کر رہے گی کیونکہ آپﷺ صادق المصدوق ہیں۔ زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ کیا ہم حزب اللہ اور حزب الشیطان کی اس جنگ میں حصہ دار بننے کے لیے تیار ہیں یا نہیں؟ جبکہ حقیقت میں ہمارا حال یہ ہے کہ چھوٹے لیول سے لے کر بڑے لیول تک ہم سب یہی سوچ رہے ہیں کہ ہم نے جو دنیوی ترقی کی ہے، جو محل اور کوٹھیاں بنائی ہیں، جو بزنس سیٹ کیا ہے کہیں وہ خطرے میں نہ پڑ جائے۔ اسی کو احادیث میں وہن کی بیماری کہا گیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان مغلوب ہیں۔ اس کے برعکس جہاں بھی مسلمان جہاد کر رہے ہیں یا غالب ہو رہے ہیں وہاں ان کے پاس دنیوی لحاظ سے بہت کم وسائل ہیں۔ جیسے افغانستان، مقبوضہ کشمیر اور فلسطین کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ کیا ہم اس راستے پر چلنا چاہتے ہیں؟ حالانکہ ہم غزوۂ ہند اور غلبۂ اسلام پر یقین بھی رکھتے ہیں' اس کے باوجود کیا ہم ان لوگوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں اس کا فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے۔ یعنی ہمیں ہر سطح پر اس نظریہ کو اپنے اندر راسخ کرنے کی ضرورت ہے۔

ایوب بیگ مرزا: حکومت پاکستان نے بھارت کی دشمنی میں انڈین فلمیں اور چینل بند کر دیے ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں بھارت دشمنی میں نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہت پہلے بند ہو جانی چاہئیں تھیں اور صرف انڈین ہی کیوں؟ کیا پاکستانی فلمیں اور فحش ڈرامے دیکھنا جائز ہیں؟ دین کے مطابق تو جو کام غلط ہے وہ ہر جگہ غلط ہے۔ لہٰذا حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ بے حیائی کی ساری چیزوں پر پابندی لگائے تاکہ برکت کا نزول ہو، نظام کو ٹھیک کریں تاکہ اللہ کی طرف سے مدد بھی آئے۔

سوال: آزاد کشمیر میں جنگ کی کیا صورت حال ہے اور لوگوں کا مورال کیا ہے؟

طاہر سلیم مغل: یہاں پر صورت حال یہ ہے کہ انڈیا کے طیارے گرنے کی آوازیں لوگوں نے سنی ہیں اور میڈیا کے ذریعے بھی لوگوں تک اطلاعات پہنچی ہیں۔ لوگوں کا مورال بہت بلند ہے۔ ان میں کوئی خوف وہراس کی بات ہمیں نظر نہیں آتی۔ میں مظفر آباد میں بازار کے اندر ہوں یہاں بالکل نارمل صورت حال ہے۔ اگر کسی سے بات کریں تو وہ یہی کہتا ہے کہ انڈیا کے آخری دن آئے ہوئے ہیں اس وجہ سے وہ ایسی حرکتیں کر رہا ہے۔

سوال: بھارتی مظالم کے خلاف کشمیریوں میں کتنا غم وغصہ پایا جاتا ہے؟

طاہر سلیم مغل: بھارت کی اس جارحیت کے خلاف لوگ بازار میں جلوس بھی نکالتے ہیں۔ ابھی ہم نے آزادی کے حق میں لوگوں کا مظاہرہ بھی دیکھا۔ لوگوں کا معاملہ یہ ہے کہ انڈیا سے ویسے ہی بہت نالاں اور متنفر ہیں اور جو مقبوضہ کشمیر میں انڈیا مظالم ڈھا رہا ہے اس کی تصاویر میڈیا بالخصوص سوشل میڈیا کے ذریعے آ رہی ہیں تو لوگ یہی چاہتے ہیں اس دشمن کا کوئی نہ کوئی بندوبست کیا جائے۔ چونکہ کشمیر میں آزادی کی تحریک بہت عرصے سے چل رہی ہے تو جب بھی اس طرح کے حالات بنتے ہیں تو ان میں آزادی کا ولولہ پھر تازہ ہو جاتا ہے۔

سوال: موجودہ صورت حال میں بھارت نواز این جی اوز اور دانشوروں کا موقف کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: کچھ نے اس حوالے سے بات کی ہے اور انہیں اس وقت تحمل بہت یاد آ رہا ہے۔ لیکن بعض لوگ بہت ہی بے شرم ہیں۔ امن کی آشا تو بالکل ڈوب گئی ہے اور اس کے واپس آنے کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات نہیں ہے کہ ہم کوئی امن کے خلاف ہیں۔ ہم امن کے حق میں ہیں لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے ہیں کہ کوئی ہم پر دھونس سے امن مسلط کرے۔ برابری کی بنیاد پر کوئی بات کرتا ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر اس وقت پاکستان اور انڈیا کے درمیان اصل مسئلہ کشمیر کا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کشمیر میں ایک جگہ دھماکہ ہوا۔ اس گاؤں میں ایک سو دس عورتیں تھیں انڈیا کے فوجیوں نے ان سب عورتوں کی عزتیں پامال کیں۔ جب یہ ظلم ہوگا تو پھر پاکستان کا بھی حق بنتا ہے کہ اپنے ضعیف اور کمزور بھائیوں کی مدد کو جائے۔

سوال: او آئی سی کے اجلاس میں انڈیا کی ''خاص مہمان نوازی'' کیوں ہو رہی ہے؟

رضاء الحق: اصل میں اس وقت پوری دنیا نیو ورلڈ آرڈر کے تحت چل رہی ہے جو جیوش ورلڈ آرڈر ہے۔ او آئی سی کی اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ وہی کرے گی جو اس کو بتایا جائے گا اور بتانے والے مغرب میں ہیں جو اس کی ڈوریں کھینچتے ہیں۔ وہی ان کو بتاتے ہیں کہ آپ اس وقت فلاں کو بلائیں فلاں کو نہ بلائیں۔ اب اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باری آگئی ہے تو اس کے لیے آواز اٹھائیں۔ بہرحال او آئی سی کو یہ کرنا تو نہیں چاہیے تھا۔ پاکستان نے اس پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ اس سے زیادہ پاکستان کچھ کر بھی نہیں سکتا۔ پاکستان کو اصولی طور پر یہ کہنا چاہیے تھا کہ اگر بھارت کو مہمان خصوصی کے طور پر بلایا گیا تو ہم او آئی سی سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں

ایوب بیگ مرزا: او آئی سی میں عرب ممالک بہت بڑی تعداد میں ہیں، تقریباً مشرق وسطیٰ سارا ہی ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ فلسطینیوں پر مظالم ڈھانے والے اسرائیلیوں سے وہ محبت اور پیار کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ انہیں کیا پڑی ہے کہ کشمیری جو نہ تو عرب اور نہ جغرافیائی لحاظ سے ان سے کوئی نزدیک ہیں' ان کے غم میں سوچیں کہ ہم کشمیریوں کی دشمن اور قاتل سشما سوراج کو کیوں بلا رہے ہیں؟ یہ احساسات کی بات ہوتی ہے جو کہ عرب حکمرانوں میں نہیں ہے۔ رضاء الحق صاحب نے ٹھیک کہا کہ پاکستان کو او آئی سی کا بائیکاٹ نہیں بلکہ اس تنظیم کو خیر باد کہنا چاہیے۔ پاکستان واحد ایٹمی ملک ہے جو اس تنظیم کا ممبر ہے اگر یہ نکل جائے گا تو یہ تنظیم ختم ہو جائے گی۔ یہ ان کو معلوم ہونا چاہیے۔

سوال: پاکستانی قوم کو اس صورت حال میں کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ جو پیغام ہمیں اللہ اور رسولﷺ نے دیا ہے اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں حکم یہ ملا ہے کہ اپنی تیاری مکمل رکھو، ہر قسم کا ہتھیار رکھو لیکن اس پر بھروسا نہ کرو بلکہ اللہ پر بھروسا کرنا ہے اور اللہ پر بھروسا کہنے سے نہیں ہوتا بلکہ ہم وہ کام کریں جس سے اللہ راضی ہو۔ جب اللہ آپ سے راضی ہوگا تو پھر آپ اللہ پر بھروسا کریں گے تو وہ بھروسا قابل قبول ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ آپ کھلے عام اللہ کے احکامات کی نافرمانی کر رہے ہوں اور منہ سے کہتے ہوں کہ ہم اللہ پر بھروسا کر رہے ہیں بلکہ ہماری زبان اور عمل میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم زبان سے کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہﷺ تو ہمارے عمل میں بھی یہ چیز نظر آنی چاہیے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کے آگے نہ جھکیں اور نبی آخر الزماںﷺ کے علاوہ کسی کا اتباع نہ کریں۔ یعنی آپﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے کسی کی نافرمانی کر لیں لیکن کسی کی فرمانبرداری کرتے ہوئے آپﷺ کی نافرمانی نہ کریں۔ دور نبویﷺ میں کتنے غزوات ہوئے اور کتنے صحابہؓ نے قربانیاں دی ہیں لیکن ان کا بھروسا اللہ پر ہوتا تھا۔ ہم تو ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہیں۔ غزوۂ حنین میں بعض صحابہؓ کو صرف تھوڑا سا خیال آ گیا کہ غزوۂ بدر میں ہم تین سو تیرہ تھے تب بھی اللہ نے ہمیں فتح دی تھی آج تو ہم بارہ ہزار ہیں۔ لیکن اللہ نے اس پر بھی پکڑ کر لی۔ حالانکہ وہ ہم (باقی صفحہ 13 پر)

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پلوامہ حملے پر مودی کا ردِعمل بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا والا تھا۔ پاکستان پر چڑھ دوڑا۔ انتخابی مہم جنگی فضا ڈھونکنے میں لگا دی۔ اسے انتخابی کامیابی کا ذریعہ بناتے منہ کی کھائی۔ بھارت بھر میں ہر طرف سے مودی کے خلاف آواز اٹھی۔ را کے سابق سربراہ، سابق وزیر داخلہ، سابق بھارتی چیف جسٹس سبھی نے ہوش کے ناخن لینے کو کہا...... ''جنگ تفریح نہیں ہے، سفارت کاری کا راستہ اختیار کریں۔'' بھارتی اپوزیشن مودی پر برس پڑی کہ وہ موجودہ صورت حال کو سیاست چمکانے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ 21 پارٹیوں نے مشترکہ اعلامیے میں غم وغصے کا اظہار کیا۔ تاہم، ہم مودی کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں پلٹنے جھپٹنے، جھپٹ کر پلٹنے کا موقع ایک مرتبہ پھر فراہم کر دیا۔ کافر سے لڑنے اور کافر کے لیے لڑنے میں فرق ایک ہی ہلے میں واضح ہو گیا۔ پوری قوم یک سو، یک زبان۔ اب کسی کو قائل کرنے کی ضرورت نہیں...... ہماری یا ''پرائی'' جنگ! (بحوالہ عمران خان) کفر کے خلاف لڑ مرنے پر کوئی ابہام، اشتباہ یا تنازع نہیں۔ ملک خداداد پاکستان کا تحفظ، ہندو کے ہاتھوں شہادت پر سب ہی یکسو ہیں۔ کسی پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں نہ ہوگا۔ کوئی لاپتہ نہ ہوگا۔ زبانوں پر پہرے نہ بٹھانے پڑیں گے۔ تکبیر کے بغیر جنگ لڑی نہ جائے گی۔ کمزور ایمان والے کے اندر بھی سوئے ولولے جاگ اٹھیں گے۔

یہ 2003ء کا واقعہ ہے۔ کشمیر میں لائن آف کنٹرول پر ڈاکٹر بیٹا تعینات تھا۔ ایک خاموش سی سرسراہٹ آئے دن کی فائرنگ کے واقعات پر دل و دماغ سے ہو گزرتی۔ شہادت اس کا مقدر تو نہ ہوئی جسے جہاد کی فضیلت کی یاد دہانی لکھ بھیجی تھی۔ البتہ اس کے ساتھ، تعینات دو نوجوان یہ سعادت لوٹ کر لے گئے۔ ایک نوجوان جو چھٹی لے کر جا رہا تھا، اتنے میں فائرنگ شروع ہوگئی تو رک گیا کہ اب تو کھتری سے دو دو ہاتھ کر کے ہی جاؤں گا۔ بنکر کی چھت سے لیٹ کر پوزیشن بدل بدل کر فائر کرتا رہا، تا آنکہ ایک گولی سیدھی اس کے سینے میں آ لگی۔ لہو کا فوارہ چھوٹا۔ شہادت مقدر ٹھہری۔ جس کی تصدیق مشک کی سی خوشبو نے کی۔ اس کے جسدِ خاکی کو نکال لانے میں دوسرا نوجوان بھی شہید ہو گیا۔ انہیں ایمبولینس میں ڈال کر جب بیٹے نے سفر شروع کیا تو پلٹ پلٹ کر دیکھا سونگھا، خوشبو کس نے لگا رکھی ہے۔ تا آنکہ زخم والا حصہ کھلا تو مہک کا منبع سامنے آ گیا۔ یہ خوشبو اس کے لہو کی تھی۔ ''بھارت کے دشمن ہونے میں شک نہیں اور ایمان کے ساتھ اس کا مقابلہ کر کے للّٰہ فی اللہ جان دینے میں شہادت عطا ہونے میں بھی شک نہیں۔'' یہ وہ جملہ تھا جو اس خوشبو کی حقیقت پر اس نے کہا۔ بعد ازاں یہی خوشبو ایک مرتبہ پھر اسے بہت قریب سے سونگھنے کو عطا ہوئی!

بھارتی طیاروں کا مار گرانا۔ ایک ہی دن میں پاکستانیوں کی تشویش اور بدلہ لینے کی فکر آسمان کو چھو رہی تھی۔ اب نہ بھارت دوستی کا بخار تھا نہ امن کی آشا کا کوئی پرچار۔ بدلہ چکانے کو سبھی سلگ رہے تھے۔ تا آنکہ دو جہاز گرانے اور پائلٹ گرفتار کرنے پر گویا منہ مانگی مراد ہاتھ آ گئی۔ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی! اقبال کی کشتِ ویراں جو اٹھارہ سالوں میں بہت ہی زیادہ ویران ہو چکی تھی، بھارتی جہازوں کے ملبے اور بھارتی پائلٹ کے خون کے چند قطروں سے ہی لہلہا اٹھی! کراچی یونیورسٹی آڈیٹوریم میں (1970ء) مایہ ناز پائلٹ ایم ایم عالم جنہوں نے ایک ہلے میں پانچ بھارتی جہاز گرا کر عالمی ریکارڈ قائم کیا تھا، مدعو تھے۔ نوجوانوں سے بھارت کے خلاف اس معرکے کے بارے انہوں نے ہمیشہ کی طرح یہ مؤقف دہرایا: ''یہ اللہ کی عطا تھی۔ میں نے آنکھوں سے فرشتوں کو اپنی مدد پر موجود پایا۔ یہ میرا کارنامہ نہیں، اللہ کی مدد تھی۔'' انہوں نے ہمیشہ عجز کے ساتھ اس کارنامے کو بیان کیا غزوۂ بدر کے واقعے کے پیرائے میں۔ نبی کریم محمد ﷺ نے مٹھی بھر کنکریلی مٹی لے کر قریش کے چہروں کی طرف پھینک دی اور ایک ہزار کے لشکر میں سے کوئی بھی نہ تھا جس کی دونوں آنکھوں، نتھنے اور منہ میں اس مٹی میں سے کچھ نہ کچھ گیا نہ ہو۔ جس بارے اللہ نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ نے پھینکا تو درحقیقت آپ (ﷺ) نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔'' (الانفال:17) ایم ایم عالم کی زندگی اس واقعے نے سرتاپا بدل دی۔ اللہ نے ایمان سے سینہ منور کر دیا۔ شراب سے تائب ہوئے اور اس واقعے کی بنیاد پر ساتھی افسروں کو حق کی تلقین کرتے رہے۔

پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کی بنیاد اخلاص اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر تھی۔ یہ ملک ملنا ایک معجزہ تھا۔ اس کا پھلنا پھولنا ایک معجزہ رہا۔ اس کے حصے تخلیق کے بعد کے ادوار سے آج تک جو قیادتیں پے در پے آتی رہیں انہوں نے اسے لوٹنے، توڑنے، تباہ کرنے میں کوئی کسر روا نہ رکھی۔ مشرقی پاکستان جدا ہونے پر ایک قیامت سے ہو گزرے، مگر یہ ملک لوٹ پوٹ کر پھر نہ صرف اٹھ گیا بلکہ دنیا کے چودھریوں کے ساتھ ایٹمی طاقت بن کر جا کھڑا ہوا۔ کفر کی طاقتیں غم وغصے سے پھنکارتی رہ گئیں، مگر اللہ کی مشیت غالب آتی رہی۔ اندرونِ ملک پاکستان کو کھوکھلا کرنے کا کون سا سامان ہے جو خود ہم نے اپنے ہاتھوں نہ کیا۔ گزشتہ 18 سال اپنی شہ رگ کشمیر سے منہ موڑا، اپنے آبی وسائل بھارت کے حوالے کر دیے۔ خود پانی کی بوند بوند کو ترسنے لگے۔ ضرورت کے وقت پانی ناپید...... سیلابی ریلے ہمارے کھیت آبادیاں نگلنے کو بھارت نے چھوڑے۔ ہم دوستی کے راگ الاپتے رہے۔ وہ لائن آف کنٹرول پر بلاتعطل گولے برساتے رہے۔ 18 سال کفر کی جنگ گود لے کر ہم نے خونِ جگر اس عفریت کو پلایا...... ایسے میں ان دو جہازوں کا مار گرانا ایک معجزے سے کم نہیں......!

یہ ملک بڑے مقصد کے لیے باذن اللہ چل رہا ہے، جس کی خبر مخبرِ صادق ﷺ دے چکے۔ ورنہ ہمارے ہاں حکمرانوں، سیاسی قیادتوں سے لے کر بڑے نامی گرامی لکھاری پاکستان کی نظریاتی شناخت پر جی بھر کر چاند ماری کرتے ہیں۔ شراب کے مٹکے کھلنے کے خواب دیکھتے اور برملا بیان کرتے ہیں۔ جن کے لیے ممبئی کے نگار خانے،

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(28 فروری تا 06 مارچ 2019ء)

جمعرات (28 فروری) کو صبح 9 بجے تا نمازِ ظہر مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جمعہ (01 مارچ) کو جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ ہفتہ (02 مارچ) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں منعقدہ ایک محفل نکاح میں خطبہ دیا۔ اتوار (03 مارچ) کو قرآن آڈیٹوریم میں صبح 10 بجے تا نمازِ ظہر تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار بعنوان ''قراردادِ مقاصد: ایک اہم سنگِ میل'' کی صدارت کی۔ پروگرام کے آخر میں مہمان مقررین اور حاضرین سے اظہارِ تشکر کرتے ہوئے موضوع کے حوالے سے مختصر خطاب بھی کیا۔

سوموار (04 مارچ) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک دارالاسلام میں تنظیمی امور نمٹائے۔ بعد نمازِ ظہر حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم لاہور وسطی کے امیر جناب نثار احمد خان کی والدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ منگل (05 مارچ) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی دوران مرکز ''دارالاسلام'' ہی میں لاہور کے ایک حبیب جناب کامران حسن سے فکر تنظیم کے حوالے سے تفصیلی ملاقات رہی۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کے منہج کے حوالے سے بھی اپنے بعض سوالات پر رہنمائی حاصل کی۔ اس ملاقات میں ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی بھی شریک رہے۔ بدھ (06 مارچ) کو صبح 10:30 سے نمازِ ظہر تک مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں اہم تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی دوران مرکز ہی میں حلقہ گوجرانوالہ کے ناظم محترم شاہد رضا سے بھی ملاقات رہی۔ (مرتب: محمد خلیق)

بقیہ زمانہ گواہ ہے

سے کس قدر بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ لہٰذا ہونا یہ چاہیے کہ تیاری پوری کریں لیکن قطعی طور پر اسباب پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اللہ پر پورا بھروسا کریں اور پھر اسی سے مدد مانگیں اور اللہ مدد تب کرے گا جب ہم بھی اس کے احکامات کو مانیں گے۔ یعنی صرف اللہ کو نہ مانیں بلکہ اللہ کی بھی مانیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد:7) ''اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔''

یعنی اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو پھر اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ یہ وقت اپنے ایمان کو تازہ کرنے کا ہے اور جو ہم نے تحریک پاکستان میں نعرے لگائے تھے ان کی طرف لوٹنا چاہیے اور ان کو عملی شکل دینا چاہیے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی کے نقیب حیدر زمان کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ مقامی امیر لاہور وسطی نثار احمد خان کی والدہ وفات پا گئیں

☆ اسلام آباد شرقی کے ملتزم رفیق جاوید اقبال کے والد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ اسلام آباد، چک شہزاد کے رفیق ساجد علی کے والد وفات پا گئے۔

☆ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے رفیق محمد حسن کی خوش دامن وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

عیش و طرب شراب و شباب ہی اصل ہے، تقسیم کی لکیر سوہانِ روح ہے۔ تاہم دو دن میں پانسہ پلٹ گیا۔ عوام جاگ اٹھے۔ بھارتی پائلٹ کشمیری عوام کے ہتھے چڑھ گیا، جس کی گردن پر ان کے پیاروں کا خون تھا، سرحد پار کا قرضہ تھا۔ مگر یہ پاکستان ہے۔ سو پائلٹ کو بہ حفاظت لے جایا گیا، اسے مہربانی سے رکھا گیا۔ اگر یہ ہمارا پائلٹ بھارت میں گرا ہوتا تو بی جے پی کے جنونی کچھ باقی نہ چھوڑتے، نہ ہی بھارتی فوج اس کی مدد کو آتی۔ مسلمان کمزور ترین ایمان پر بھی بنیادی اخلاقی اوصاف سے متصف ہے۔ جنیوا کنونشنز کا پابند نہیں، بدری قیدیوں کے ضمن میں اسوۂ رسول ﷺ کافی ہے۔ تاہم اتنی سہولت سے قیدی 72 گھنٹے سے کم وقت میں خیر سگالی کا اظہار کرتے مودی جیسے کٹر دشمن کو لوٹا دینا سوالیہ نشان ہے۔ جبکہ اسی دوران بھارت لائن آف کنٹرول پر 6 شہری شہید اور 11 زخمی کر چکا ہے۔ سینکڑوں خاندانوں کی نقل مکانی ہوئی۔ ہم تو پلوامہ حملے کے بعد سے انتہائی نرم رویہ رکھے ہوئے تھے، مودی سر چڑھتا چلا گیا۔ اب جبکہ ہم نے 18 سال بعد سرحدی خلاف ورزی کا مزا چکھایا (امریکہ 400 ڈرون حملوں میں ہماری قومی خودمختاری یک طرفہ پامال کرتا رہا!) تو ساری دنیا کو تر تھلی پڑ گئی۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی سبھی کو فکر پڑ گئی کہ ضبط و تحمل کا مظاہرہ کیا جائے۔ کسی ایک ملک نے بھی بھارتی جارحیت کی مذمت نہیں کی، جو ہماری سفارتی ناکامی ہے۔ ٹرمپ کی گفتگو بتاتی ہے کہ رہائی کا پروانہ جاری کرنے میں واشنگٹن کا حصہ ہے۔ ٹرمپ نے فرمایا: ''معقول حد تک مہذب، مناسب خبریں پاکستان بھارت سے آ رہی ہیں۔ ہم انہیں روکنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔'' سو ہم رک گئے! اگرچہ بھارت کو منت سماجت کی ضرورت تو پڑنی چاہیے تھی۔ تاہم ہماری مجبوریاں! بھارت نے ہمیشہ ہماری فراخدلی کو ہماری کمزوری اور حماقت گردانا۔ چلئے اب مشرقی سرحد گرم ہوئی ہے تو اپنے اصل محاذ پر لوٹیے جس کے لیے قوم نے پیٹ کاٹ کر دفاع مضبوط کیا ہے۔ یہ وقت راگ رنگ بھری موسیقی کا نہیں، قرآن اور سورۃ الانفال کی طرف لوٹنے کا ہے! ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام کا ابلیسی فتویٰ بھارتی جہازوں نے پھاڑ پھینکا! حق پہچانیے، اس پر جم جائیے!

❁❁❁

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت

مفتی منیب الرحمٰن

حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی رضی اللہ عنہ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد ربیع الاول 11ھ کو مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاقِ رائے سے خلیفہ منتخب ہوئے یہ عہدِ رسالت کے بعد اجماعِ امت کی سب سے نمایاں اور اوّلین مثال ہے۔

رفاقتِ دوام:

اعلانِ نبوت کے پہلے لمحے سے لے کر آفتاب نبوت کے پردہ فرمانے تک تیئس سالہ نبوی زندگی میں ہر آن، ہر پل، ہر لمحے اور ہر موڑ پر صحبت و رفاقت تائید وحمایت اور جاں نثاری و جاں سپاری کی جو تابندہ روایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قائم کی، اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ سفر ہو یا حضر، بزم ہو یا رزم، خلوت ہو یا جلوت الغرض وہ کسی بھی لمحے اپنے محبوب ﷺ سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ روضۂ رسول میں آج بھی آپ کا سرِ نیاز تاجدارِ نبوت ﷺ کے قدموں میں ہے، بقول شاعر؎

پائے رسول پاک پہ سر ہو رکھا ہوا
ایسے میں آ اجل تو کہاں جا کے مرگئی

یعنی وفات اور بعد الوفات کی جس سعادت عظمیٰ کی کوئی صاحبِ ایمان سچا محبِ رسول تمنا کرسکتا ہے وہ بفضلہٖ تعالیٰ انہیں نصیب ہے:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

غارِ ثور کے تین دن اور تین راتیں ایسی بھی گزریں کہ آفتاب نبوت کے جلوے تھے اور لذتِ دیدار سے فیض یاب ہونے والی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نگاہیں تھیں اس شرف وسعادت میں کواکب ونجوم آفتاب وماہتاب حتیٰ کہ چشمِ فلک بھی ان کی شریک وسہیم نہیں تھی، کوئی تیسرا فرد تو تھا ہی نہیں۔

منفرد اعزاز:

روایات کے مطابق ختم المرسلین ﷺ کے صحابہ کرام کی تعداد سوا لاکھ سے متجاوز تھی لیکن قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ جس ہستی کو صاحبِ رسول کے لقب سے نوازا وہ صرف اور صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اگر تم نے اس رسول کی مدد نہ کی تو یقیناً اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں نے انہیں بے وطن کیا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے جب وہ (رسول مکرم ﷺ) اپنے "صاحب سے فرما رہے تھے: غم نہ کرو بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرمائی (توبہ: 40)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مختلف پیرائے میں 6 مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک منفرد اعزاز یہ بھی ہے کہ ان کی چار پشتیں شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئیں۔

خُلقِ رسول کا عکسِ تمام: جب محبت مرتبہ کمال کو پہنچ جائے تو مُحب اپنے آپ کو ذاتِ محبوب میں فنا کردیتا ہے۔ طبیعت طبیعت میں اور مزاج مزاج میں ڈھل جاتا ہے یہی "مقامِ فنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ دیکھنے والوں کی نظر میں صورت ان کی تھی لیکن سیرت مصطفی ﷺ کی تھی ذہن ان کا تھا لیکن فکر مصطفی ﷺ کی تھی، الغرض وہ سراپا جمالِ مصطفوی کا عکسِ تمام تھے۔ جب سید الانبیا ﷺ غارِ حرا سے پہلی بار ناموسِ وحی لے کر اضطراب کے عالم میں اپنے گھر تشریف لاتے ہیں منصب نبوت کے بار امانت کے احساس سے آپ متفکر ہیں اور یہ عین تقاضائے فطرت ہے تو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو عُسر و یُسر کی ہر گھڑی میں آپ ﷺ کی مونس وغمگسار تھیں آپ کو ان نپے تلے الفاظ میں تسلی دیتی ہیں: "قسم بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی شرمسار نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ رشتہ قرابت کو جوڑتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے کام آتے ہیں، مہمان نوازی آپ کا شعار ہے اور آپ حق کی خاطر مصائب میں مبتلا لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی شریکِ حیات اور محرمِ راز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے آپ کی سیرت و کردار کا ایک جامع تعارف تھا۔ اسی طرح ایک مرحلے پر کفارِ مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ترکِ وطن کے ارادے سے نکلتے ہیں کہ اچانک مکہ کے ایک رئیس ابن الدغنہ کا سامنا ہوجاتا ہے، وہ آپ کے عزائم سے باخبر ہونے کے بعد آپ کا راستہ روک لیتا ہے اور کہتا ہے لاریب، آپ جیسے شخص کو اس بستی سے ہرگز نہیں جانا چاہیے اور نہ ایسے شخص کو بستی سے نکالا جانا چاہیے کیونکہ آپ تو اخلاقِ کریمہ کا پیکر ہیں، آپ ناداروں کے کام آتے ہیں، رشتہ قرابت کو جوڑتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی آپ کا شیوہ ہے اور آپ راہِ حق میں مصیبت اٹھانے والوں کے مُعین ومددگار ہوتے ہیں۔

سیرتِ صدیق کی الفاظ میں یہ تصویر کشی کسی نظریاتی دوست اور جاں نثار کی نہیں بلکہ نظریاتی مخالف کی ہے اور وہ شہادت جو فریقِ مخالف کی طرف سے آئے، اپنے اور غیر سب پر حُجت ہوتی ہے، عربی شاعر نے کہا ہے:

والفضلُ ما شھدت بہ الاعداء

ترجمہ: ''اور (اُن کی) ایسی خصلتیں ہیں کہ اُن کی فضیلت کی گواہی دشمن نے بھی دی ہے اور حقیقی فضیلت وہی ہے کہ دشمن بھی اس کی گواہی دیں یعنی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوجائیں۔''

یہ حسنِ اتفاق تھا یا اَمرِ واقعی کا بیان کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جن کلمات میں رسالت مآب ﷺ کی سیرت کو بیان فرمایا تھا، کم وبیش انہی الفاظ میں مکہ کے ایک رئیس ابن الدغنہ نے سیرتِ صدیق کو بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیرتِ صدیق سیرتِ مصطفی ﷺ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ بس یوں سمجھ لیں کہ وہ سراپا آئینہ خُلقِ مصطفی ﷺ تھے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ذاتِ رسالت مآب ﷺ کے ذکر مبارک کے ساتھ متصلاً ذکرِ صدیق بھی آیا ہے۔

12 ربیع الاول 11ھ کو سید المرسلین ﷺ کا وصال ہوا، ہدایت ونور کے اس آفتاب عالم تاب نے رضائے الٰہی سے پردہ فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عجیب وغریب

اضطرابی کیفیت تھی۔ وہ اس صدمے کو سننے اور سہنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھے۔ حضرت عمر فاروق ﷛ جیسے جلیل القدر صحابی بھی جذبات سے بے قابو ہوگئے۔ ایسے عالم میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ تشریف لائے، کاشانۂ نبوت میں داخل ہوئے سید المرسلین ﷺ کی جبین اقدس کو بوسہ دیا اور باہر مسجد نبوی میں تشریف لائے اور صحابہ کرام ﷡ کی تسکین وطمانیت کے لیے یہ کلمات ارشاد فرمائے: ''تم میں سے جو حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو سنو! وہ وصال فرما گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اسے یقین کامل رکھنا چاہیے کہ اس کا معبود مطلق اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے صفتِ حیات کے ساتھ قائم ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس پر فنا وزوال نہ کبھی آیا ہے نہ آئے گا۔'' اور پھر آپؓ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''محمد (خدا نہیں) صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں، تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا (قضائے الٰہی سے) شہید ہو جائیں، تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟'' (آل عمران:144) ان پُراثر کلمات سے صحابہ کرام ﷡ کو قلبی اطمینان نصیب ہوا، حضرت عبداللہ ﷛ فرماتے ہیں: ''ہمیں ایسا لگا جیسے یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کا خطبہ خلافت:

اس کے بعد مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ منتخب کیا۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر ایک انتہائی اثر انگیز، دل نشیں اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ چند جملوں پر مشتمل یہ خطبہ ''خلافت علی منہاج النبوۃ کی اولین مستند تاریخی دستاویز ہے اور جسے بلاشبہ'' ایک مثالی اسلامی جمہوری فلاحی مملکت کا مثالی منشور قرار دیا جا سکتا ہے۔ معجزہ جوامع الکلم کے براہِ راست فیض یافتہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ نپا تلا ہے، حکمتوں کا خزینہ اور معانی ومطالب کا گنجینہ ہے۔ اس خطبہ خلافت میں نظامِ امارت وخلافت کے قیام کی ضرورت وحکمت اطاعتِ امیر کا دائرہ کار، مامورین یعنی عوام کی ذمہ داری، انسدادِ فواحش کی اہمیت اور جہاد کی ترغیب وضرورت سب امور کا احاطہ کیا گیا ہے، آپ نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

لوگو! میں تم پر حاکم مقرر کیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم لوگوں میں سب سے افضل (ہونے کا مدعی) نہیں ہوں، اگر میں ٹھیک ٹھیک کام کروں تو تم میری اعانت کرو، اور اگر (بفرضِ محال) میں راہِ راست سے ہٹ جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں سے جو (بظاہر) کمزور ہے، وہ درحقیقت میرے نزدیک طاقتور ہے تاوقتیکہ میں (ظالم سے) اُس کا حق لے کر اُس کو واپس دلا دوں ان شاء اللہ تعالیٰ اور تم میں جو بظاہر بڑا طاقتور ہے وہ میرے نزدیک (سب سے) کمزور ہے تاوقتیکہ میں اُس سے (مظلوم کا) حق واپس لے لوں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جو قوم ''جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ (اس کے وبال کے طور پر) اُس پر ذلت وخواری مسلط فرما دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی وبدکاری کی وبا پھیل جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر مصیبتیں نازل فرما دیتا ہے اور (سنو!) جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے جادہ مستقیم پر قائم رہوں، تم بھی میری اطاعت کرنا اور اگر (بفرضِ محال) میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کا بندھن توڑ کر نافرمانی کے رستے پر چل پڑوں، تو پھر تم پر میری اطاعت ہرگز لازم نہیں ہوگی، اچھا، اب نماز (باجماعت) کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے، (تاریخ الخلفا للسیوطی بحوالہ سیرۃ ابن اسحاق)۔ اس عظیم الشان خطبہ خلافت میں اسلامی نظام امارت وخلافت کی حدود، دائرہ کار اور فرائض کا واضح طور پر تعین کر دیا ہے، ہم سطور ذیل میں ان میں سے چند امور کی ضروری وضاحت درج کر رہے ہیں۔''

اطاعت امیر کی حدود:

اسلام میں خلیفہ برحق اور شرعی طور پر مجاز حاکم وامیر کی اطاعت بلاشبہ لازم ہے اور رعایا میں سے جو بھی فرد خلیفہ برحق کی اطاعت سے عدول وخروج کرے وہ باغی کہلاتا ہے لیکن یہ اطاعت غیر محدود اور غیر مشروط (Unconditional) نہیں ہے بلکہ یہ اطاعت صرف اسی صورت میں اور اس وقت تک لازم ہے جب تک خلیفہ یا امیر یا حاکم اعلیٰ کے احکام اطاعتِ الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ کے دائرے میں ہوں اور اگر امیر خود ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی مقررہ حدود کی حرمت کو پامال کرے تو اس کی اطاعت ہرگز لازم نہیں ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ابدی اور دائمی ضابطہ بیان فرما دیا ہے: ''کسی ایسے معاملے میں مخلوق (خواہ وہ سربراہ مملکت وحکومت ہی ہو) کی اطاعت تم پر لازم نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ اطاعت تو صرف نیک کاموں میں لازم ہے۔'' (صحیح مسلم 1840)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مقتدر مطلق (Sovereign) نہ سربراہ مملکت وحکومت ہے، نہ قاضی القضاۃ (Chief Justice) نہ پارلیمنٹ اور نہ عوام۔ مُقتدرِ مُطلق (Absolute sovereign) صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور غیر مشروط مُطاع یعنی جس کی اطاعت ہر حال اور ہر صورت میں لازم ہو صرف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی ذات ہے اسی کو قرآن نے ''حاکمیتِ الٰہیہ'' سے تعبیر فرمایا ہے لہٰذا اس قسم کے تمام سلوگن'' کہ اقتدار کا سرچشمہ عوام ہیں یا اقتدارِ اعلیٰ (Sovereignty) پارلیمنٹ کو حاصل ہے، درست نہیں ہیں۔ اسلام میں ہر سطح کا اقتدار واختیار مشروط نیابتِ رسول اور خلافتِ الٰہی کی مقررہ حدود کا پابند ہے اسی اصول کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء آیت:59 میں بیان فرمایا ہے۔

عوام کی ذمہ داری:

حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے فرمایا: (بالفرض) میں غلط روش اختیار کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عامۃ المسلمین بالخصوص اہل الرائے اور اہل فکر ونظر پر یہ شرعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو امورِ مملکت وحکومت سے الگ تھلگ نہ رکھیں۔ حاکمِ وقت پر کڑی نظر رکھیں۔ وہ شریعت کے جادۂ مستقیم پر رواں دواں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات وحدود پر سختی سے کاربند ہے تو حمایت حق کے لیے اس کے دست وبازو بن جائیں اگر خدانخواستہ وہ راہِ راست پر نہیں ہے، حق کو ٹھکرا رہا ہے، حدودِ الٰہی کو پامال کر رہا ہے تو اسے اجتماعی قوت سے سیدھا کر دیں۔ لیکن اگر اصلاح وہدایت کی آوازِ حق کے لیے وہ اندھا اور بہرا بن گیا ہے تو اسے معزول کر دیں۔ کچھ لوگ اپنے تقوے اور پارسائی پر ناز کرتے ہیں اور گرد وپیش میں کچھ بھی ہوتا رہے، اس سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توجہ کے لیے احادیث پیش خدمت ہیں:

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس رب ذوالجلال کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ بعید نہیں کہ اللہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے پھر تم ضرور دعائیں بھی کرو گے لیکن وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگی (سُنن ترمذی)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں بستی کو اس کے رہنے والوں سمیت الٹ دو جبریل امین نے عرض کیا: اے اللہ! اس بستی میں تیرا فلاں (نیک اور پارسا) بندہ بھی ہے جس نے کبھی پلک جھپکنے کی مقدار بھی تیری نافرمانی نہیں کی تو ربّ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: ہاں اس شخص سمیت پوری بستی کو الٹ دو کیونکہ (اس کے سامنے میری حدود پامال ہوتی رہیں لیکن اس کی غیرتِ ایمانی کبھی نہ جاگی اور حدودِ الٰہی کو پامال ہوتا ہوا دیکھ کر) میری خاطر اس کا چہرہ کبھی غضب آلود نہ ہوا (مشکوٰۃ)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کی حد تک تو پارسا تھا لیکن معاشرے میں فساد پیدا ہو رہا تھا، حدودِ الٰہی پامال ہو رہی تھیں، وہ اس سے لاتعلق رہا نہ کبھی اس نے کسی ظالم کو ٹوکا، نہ ظلم سے اس کا ہاتھ روکا، نہ مظلوم کی دادرسی کی تو مومن کا صرف خود متقی بن کر رہنا اُخروی نجات کے لیے کافی نہیں ہے اس سے گردوپیش کے بارے میں سوال ہوگا۔

اسلامی حکومت کے قیام کا مقصد:

تاریخ کے اکثر ادوار میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ظالم طاقت ور ہوتا ہے وہ طاقت کے نشے میں چُور رہتا ہے۔ اثر ورسوخ کا مالک ہوتا ہے۔ اس کے سامنے قانون بے اثر ہوجاتا ہے اور نظامِ عدل معطّل ومفلوج ہو جاتا ہے اور رقص ابلیس کرتا ہے۔ حکومت الٰہیہ خلافتِ ربانی اور امارتِ اسلامی کے قیام کا اوّلین مقصد یہی ہے کہ ظلم کے بڑھتے ہوئے ہاتھ کو روکا جائے نہ رکے تو اسے کاٹ پھینکا جائے۔ طاقت کو معیارِ حق نہ بنایا جائے بلکہ حق کی قوت کو تسلیم کیا جائے۔ مظلوم چونکہ حق پر ہوتا ہے اس لیے ریاست اپنی طاقت اس کے پلڑے میں ڈالے تاکہ ظالم حق کی طاقت کو تسلیم کر کے اس کے آگے سرنگوں ہو جائے اور مظلوم کو اس کا حق دینے پر راضی ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اوّلین خطبہ خلافت میں اسی فلسفہ حکمرانی کو عمل کے قالب میں ڈھال کر دکھایا اور فرمایا: "میرے نزدیک مظلوم طاقت ور ہے تاوقتیکہ میں ظالم سے اس کا حق چھین کر اُسے دلا دوں کیونکہ مظلوم کی فریاد میں اتنی تاثیر ہے کہ عرشِ الٰہی کو ہلا دیتی ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: مظلوم کی فریاد سے ڈرو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ (بخاری)

حدیث مبارک ہے:

قیامت کے دن مقتول مظلوم اپنے قاتل کو پیشانی سے پکڑ کر اللہ کی عدالت میں پیش کرے گا اور عرض کرے گا: اے رب کریم! اس سے پوچھیے کہ اس نے مجھے (ظلماً) کیوں قتل کیا؟ قاتل عرض کرے گا: (اے رب!) فلاں بادشاہ یا حکمراں کے دور میں میں نے یہ قتل کیا (یعنی وہ دور ہی ظلم کا تھا)۔ (نسائی: 4010)

اور انسانیت اسی نظامِ عدل کے لیے ترس رہی ہے جس کا نمونہ کامل سید المرسلین ﷺ نے قائم فرمایا اور پھر خلفائے راشدین نے اس منہاج نبوت پر نظام خلافت اور نظام عدل کو قائم کر کے دکھایا۔ اسی عدل کی برکات تھیں کہ اس دور کی دونوں سپر پاورز یعنی قیصر وکسریٰ عظمتِ اسلام کے آگے سرنگوں ہوگئیں۔

جہاد ہی میں بقاء ہے:

رسول ﷺ کا فرمان ہے: "جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے اللہ اس پر ذلّت ورسوائی مسلط فرما دیتا ہے۔ لہٰذا اہل ایمان کی سربلندی اور عزت وسرفرازی کا راز جہاد میں مضمر ہے۔

فواحش نزولِ بلاء ووبا کا سبب ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا: "جب کسی قوم میں بے حیائی وبدکاری فروغ پاتی ہے تو اس پر ارضی وسماوی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کسی قوم میں اللہ کی نافرمانی کا دور دورہ ہو معاصی عام ہوں اور وہ طاقت کے باوجود ان کا سدِ باب نہ کریں تو اللہ ان پر عمومی عذاب نازل فرماتا ہے۔

مسئلہ تکفیر:

آج کل بہت سے لوگ اس مسئلے کو پوری قوت کے ساتھ اجاگر کرتے ہیں کہ ریاست کے علاوہ کسی شخص کو اس امر کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کفر کا فتویٰ جاری کرے یا کسی فعل کو کفر قرار دے اور اس کے مرتکب کو کافر کہے۔ بلاشبہ کسی کو کافر کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہمارے فقہائے کرام نے لکھا ہے: "خلاصہ وغیرہ میں ہے: جب ایک کلام میں کئی پہلو کفر کا احتمال رکھتے ہوں اور ایک احتمال کفر سے مانع ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس مسلمان کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے اُس ایک احتمال کو ترجیح دے اور تکفیر سے احتراز کرے (عالمگیری، جلد 2، ص: 283)

لیکن اگر کوئی شخص کفریہ معنی کو سمجھ کر اس پر اصرار کرے تو پھر اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

لیکن اگر حکومت اسلام سے لاتعلق ہو جائے تو اُس عہد کے علمائے حق پر لازم ہے کہ اسلامی عقائد کی حفاظت کریں اور کفر صریح کو کفر کہیں۔ لوگ ہمارے پاس ایسے بے شمار سوال لے کر آتے ہیں کہ ایک شخص سرے سے اللہ کی ہستی کا منکر ہے معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو ظالم کہتا ہے، قرآن کا، رسول کا انکار کرتا ہے تو ہمیں کیا کہنا چاہیے کہ وہ سچا اور پکا مسلم ہے۔ فتویٰ کسی بھی دریافت طلب مسئلہ کے بارے میں فقہی رائے اور شرعی حکم بیان کرنے کا نام ہے۔ فتویٰ قضا نہیں ہے۔ قضا عدالت کا منصب ہے۔ یہ قاضی اور جج کا منصب ہے کہ وہ کسی دعوے کی صداقت کو پرکھے۔ اسے درست قرار دے۔ اس کا حکم بیان کرے اور قانون کے مطابق سزا دے یا دعوے کو باطل قرار دے۔ اگر ریاست اپنی ذمہ داری پوری کرے تو یہ سب سے اَحسن طریقہ ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہی کیا رسول اللہ ﷺ کے وصال فرمانے کے بعد انتہائی حساس اور نازک دور تھا مگر جب انکارِ زکوٰۃ اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کا فتنہ برپا ہوا تو خلیفۃ الرسول نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کرنے والوں سے قتال کیا، یہاں تک کہ وہ زکوٰۃ دینے پر آمادہ ہوگئے، مُرتدین اور خصوصاً مُسیلمہ کذّاب کے خلاف جہاد کر کے فتنہ انکارِ ختمِ نبوت کی سرکوبی کی۔ اِسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کے خلاف جہاد کیا۔ اور اس فتنے کا خاتمہ کیا اُس زمانے کے خوارج کا فتنہ یہ تھا کہ وہ انارکسٹ تھے، مذہبی انتہا پسند تھے۔ اپنے نظریے سے اختلاف رکھنے والے مسلمانوں کو کافر اور واجب القتل سمجھتے تھے۔

❀❀❀

کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

محمد سمیع

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا ۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضاء میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

الحمدللہ کہ پاک فضائیہ کے شاہینوں نے اسے عملاً ثابت کرکے دکھایا ہے۔ 1965ء کی جنگ کا آغاز بھی بھارتی بنیے نے پاکستان پر شب خون کے ذریعے کیا تھا۔ قوم پاک فضائیہ کے اس شاہین کو آج بھی نہیں بھولی جس نے ایک ہی سارٹی میں بھارت کے پانچ جہاز گرا کر ورلڈ ریکارڈ قائم کیا تھا۔ پھر 1971ء کی جنگ میں بھی ان شاہینوں کے کردار کو نہیں بھولی۔ بھارت کے ہنٹر طیارے کے مقابلے میں ایک اسکواڈرن سیبر جیٹس کی کیا وقعت تھی۔ لیکن قوم نے دیکھا کہ ہمارے سیبر جیٹس ان ہنٹرز کے تعاقب میں ہوتے تھے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ہمارے شاہینوں نے آج بھی اپنا معیار برقرار رکھا ہے۔ بھارت نے شب خون کا آغاز کنٹرول لائن عبور کرتے ہوئے ایک فضائی حملے سے کیا۔ نتیجہ قوم کے سامنے ہے۔ ان کا طیارہ بھاگتے ہوئے اپنا ہتھیار بھی ایک ایسے علاقے میں گرایا جہاں کوئی عمارت نہیں تھی اور بھارتی حکومت کی طرف سے دعویٰ کیا گیا کہ اس نے جیش محمد کے ہیڈ کوارٹر پر بمباری کرکے 350 دہشت گردوں کو ہلاک کردیا۔ ٹھیک ہے آج کی جنگیں میڈیا پروپیگنڈے کے ذریعے لڑی جاتی ہیں تاکہ دشمن کو مرعوب کیا جاسکے لیکن اپنے جھوٹ کے ذریعے بھارت دنیا کی آنکھوں میں دھول تو نہیں جھونک سکتا۔ حکومت پاکستان نے اپنے میڈیا کے نمائندوں کو علاقے کا دورہ کروا کر اور عالمی میڈیا کو اس کی دعوت دے کر بھارت کے جھوٹ کا پول کھول دیا ہے۔

اگلے دن فضائیہ کے شاہینوں نے بھارت کے دو طیارے مار گرائے جو ایک بار پھر پاکستان کی فضائی حدود میں داخل ہوئے۔ قارئین اس کی رپورٹ بھی ملاحظہ فرمائے جو ایک معاصر روزنامے میں شائع ہوئی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کی بہادر افواج نے بھارت کی چال اسی پر الٹتے ہوئے اس کے دو طیاروں کو جال میں پھنسا کر نشانہ بنایا۔ پاکستان نے اسٹیلتھ ٹیکنالوجی میں اپنی سبقت بھی ثابت کردی۔ تفصیلات کے مطابق بھارتی فوج نے منگل کو بالاکوٹ کے جنگل میں چند بم گرانے کے لیے یہ چال چلی تھی کہ لاہور اور بہاولپور سمیت کچھ دیگر علاقوں کے قریب سرحد پر اپنی حدود میں پروازیں کی تھیں جن پر پاک فضائیہ حرکت میں آئی لیکن بھارتی طیارے پاکستان کے حدود میں داخل نہیں ہوئے تاہم بھارتی طیاروں کو ان محاذوں سے دور بالاکوٹ میں چند منٹ کے لیے دراندازی کا موقع مل گیا۔ ذرائع کے مطابق پاک فضائیہ کے طیاروں نے دشمن کے طیاروں کو جالیا تھا لیکن چونکہ وہ اس وقت کنٹرول پار کرچکے تھے لہٰذا سیاسی اور عسکری قیادت نے فوری فیصلہ کیا کہ بھاگنے والے بھارتی طیاروں کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ وہ بھارت کا کوئی کھیل بھی ہوسکتا تھا اور پاکستانی طیارے بھارتی حدود میں اس کے ٹریپ میں آسکتے تھے جس سے بھارت کو عالمی سطح پر شور کا موقع مل جاتا۔ چنانچہ فوری ردعمل کی بجائے ایک دن کا انتظار کیا گیا اور بھارت کا گیم اسی پر الٹ دی گئی۔ ذائع کے مطابق پاک فضائیہ کے طیارے کے دو ٹولیوں نے اس کامیاب آپریشن میں حصہ لیا۔ پہلی ٹولی نے کامیابی کے ساتھ بھارتی تنصیبات کے قریب بم گرائے اور پھر پلان کے مطابق بھارتی طیارے آنے سے تیزی سے واپس پلٹے۔ ذرائع کے مطابق کنٹرول لائن پار کرنے والے طیاروں نے بھارتی طیاروں کو تعاقب کا موقع دیا اور یہیں بھارتی فضائیہ پھنس گئی کیونکہ وہ تعاقب کرتے ہوئے جیسے ہی کنٹرول لائن پر آئے یہاں پاک فضائیہ کی دوسری ٹولی ان کے استقبال کے لیے موجود تھی جس نے انہیں جھپٹ لیا۔ اس کے نتیجے میں دونوں طیارے مار گرائے گئے اور ایک طیارے کے بھارتی پائلٹ کو گرفتار کرلیا گیا۔

ان دو دنوں میں جو کچھ ہوا اس سے قوم وملک کو تقویت ملی۔ وزیراعظم کی دو تقریروں کی تمام حلقے تعریف کررہے ہیں۔ اس سے پہلے حکومت اور اپوزیشن کے لوگوں نے جس طرح ایک دوسرے کے خلاف باتیں کررہے تھے آج وہ سب بھول کر آپس میں اتفاق کا مظاہرہ کررہے ہیں اور عوام کا تو کیا کہنے۔ 1965 کی جنگ میں پاکستان کے دونوں بازوؤں کے عوام نے جس جوش و خروش اور اتحاد کا مظاہرہ کیا تھا آج بھی قوم اسی جذبے کا اظہار کررہی ہے۔ آپ ذرا انگریزی کے اس محاورے پر غور کریں کہ United you stand and divided you fall خوش قسمتی سے 1965ء میں قوم متحد تھی لہٰذا بھارتی بنیے کا خواب پورا نہیں ہوا۔ آج بھی الحمدللہ پوری قوم متحد ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید رکھنی چاہیے کہ دشمن ہمارا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا۔ ان شاءاللہ۔

اس موقع پر ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہمیں یہ ملک معجزانہ طور پر عطا فرمایا اسی طرح اس نے معجزانہ طور پر نہ صرف ہمیں ایٹمی قوت فراہم فرمائی بلکہ میزائل ٹیکنالوجی بھی عطا فرمائی اور سب سے بڑھ کر ہمیں یہ جذبہ بھی عطا فرمایا کہ جب بھی وطن پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو ہم ایک متحد قوم بن جاتے ہیں۔ اس کے شکرانے کے طور پر ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیے کہ سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن کریم) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔ قرآن حکیم کے کچھ فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں جن کو ہمیں پورا کرنا چاہیے۔ الحمدللہ ہم سب کا ایمان ہے قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اسے محض مقدس کتاب ہی نہ سمجھیں بلکہ اس کی ہدایات پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کریں جس کے لیے اس کی روزانہ تلاوت کے ساتھ اس کی ہدایات کا فہم بھی ضروری۔ ہم اسے محض حصول وایصال کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ اس کے پیغام کو عام کرنے میں بھی اپنا حصہ ڈالیں تبھی ہم مواقع مواقع پر ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ایک متحد قوم رہ سکیں گے۔ مت بھولیں کہ انتشار میں مبتلا ہو کر ہم ملک کا آدھا حصہ پہلے ہی گنوا چکے ہیں۔ اب ہمیں یہود وہنود کے گٹھ جوڑ سے ہر وقت چوکنا رہنا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔'' (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

داخلے شروع

خصوصیات

- ☆ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز
- ☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے کلی یا جزوی کفالت کی سہولت
- ☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ / پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
- ☆ کلاس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف
- ☆ تقریر اور تحریر کی مہارت کے لیے نامور اساتذہ کی راہنمائی

^‰ çÒÂÎ gj Ú

- ☆ ایف اے (آئی کام۔ جنرل سائنس گروپ)

بمعہ

- ☆ دو سالہ دراسات دینیہ

داخلے کا اعلان بعد میں کیا جائے گا

اہلیت برائے داخلہ

- ☆ آٹھویں جماعت پاس طلبہ درجہ اولیٰ / میٹرک کے لیے داخلہ فارم جمع کروا سکتے ہیں۔
- ☆ میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ بھی درجہ اولیٰ اور FA میں داخلے کے اہل ہیں۔
- ☆ عمر 14 تا 16 سال برائے میٹرک (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
- ☆ عمر 15 تا 18 سال برائے FA (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
- ☆ صرف پاکستانی شہری

شیڈول برائے داخلہ

- ☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 3 اپریل 2019ء
- ☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ 3 اپریل 2019ء
- ☆ کلاس کا آغاز 4 اپریل 2019ء

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم

TANZEEM-E-ISLAMI

<u>Press Release</u>: 03 March 2019

Seminar on the topic "The Objectives Resolution: An Important Milestone" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami

Lahore (PR): A seminar entitled "The Objectives Resolution: An Important Milestone" was held on Sunday, 3 March 2019 under the auspices of Tanzeem e Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem e Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that the Objectives Resolution is the practical manifestation of the vision of Allama Iqbal and Quaid-e-Azam. The truth is, he added, that Islam and Pakistan go together like hand in glove. However, we tried to mould the country and the society on secular lines by completely ignoring the Objectives Resolution, for which we faced the wrath of Allah *(SWT)*. We have lost one half of our country (in 1971) and even today we are facing a number of separatist movements, our political system is faltering, while the economic crisis challenging us is of such magnitude that we are forced to take further loans merely in order to pay the interest due on existing national debt. The Ameer remarked that if we genuinely want Pakistan to become a model reflection of the *'Riyasat-e-Madinah'*, then we ought to make certain that the Objectives Resolution is implemented with true spirit in the country.

While expressing his views on current issues facing Pakistan, the Markazi leader of Tanzeem-e-Islami, **<u>Ayub Baig</u> Mirza**, noted that India had faced a humiliating blow in the recent aerial skirmishes with Pakistan. He added that both India and Israel were making every effort to ignite a full-scale war between Pakistan and India, however, it appeared as if the US was against any such scenario for now because it still needed Pakistan to remain fully focused on helping USA in Afghanistan. He said that the ground realities, apparently, suggested that Pakistan was not yet in a position to engage and sustain a full-scale war, however, we would need to strengthen our trust in Allah *(SWT)* along with making all possible preparations for war.

While addressing the seminar, the renowned scholar, **Orya Maqbool Jan**, noted that the extremist Hindu elements of India were hell-bent on making India an 'Exclusive Hindu State' and wanted to ignite the flames of war in order to achieve that objective. He remarked that the Indian Hindu extremists of RSS were candidly stating that they did not accept the current constitution of India, which on face-value considered equality of rights for both Hindus and Muslims. He remarked that given these facts, the Muslims of Pakistan ought to reflect and ask ourselves that on the Day of Judgement, how would we be able to face the Holy Prophet *(SAAW)* if we keep failing to establish the Islamic System in our country, despite being Muslims.

While addressing the seminar **<u>Engineer Mukhtar Hussain Farooqi</u>** said that had the constitution of Pakistan been designed on the lines set by the Objectives Resolution and had that constitution been in practical effect, then Kashmir would have been free from the illegal Indian Occupation today. He added that the journey of the Pakistan Movement had not ended yet and said that the Pakistan Movement would culminate on that day when all the objectives of those who gave sacrifice for the cause are fulfilled and thus Pakistan would become a genuine and complete Islamic Welfare State. *Insha Allah!*

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of the Press and Publications Section
Tanzeem e Islami, Pakistan

<u>Editor's Note</u>: ***This Press Release was issued following the Seminar on the topic "The Objectives Resolution: An Important Milestone" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday, 3 March 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.***

It must be noted that Maulana Shabbir Ahmad Usmani, in 1949, was able to use his influence in appointing a committee of Ulema named the 'Board of Ta'limat-i-Islamiya' to assist the Constituent Assembly in the task of drafting an Islamic constitution for the country. The committee's proposal for empowering the Ulema to strike down any law as repugnant to the Qur'an and the Sunnah was never considered a serious option. Moreover, 31 eminent Ulema from all schools of religious thought also made a unanimous declaration of 22 points for the formation of an Islamic Welfare State (in the nascent country), which too suffered a similar fate.

Vol: 28 Regd. C.P.L NO. 114 No.11

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore